المسلک المنصور

فی رد

الکتاب المسطور

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

ناشر

مکتبہ صفدریہ زرگر گوجرانوالہ

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ (القرآن)

"الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون" (الحديث)

دی اُس نے جان عیسیٰ میں توحید کے لیے مُردوں کو تُو نے زندۂ جاوید کر دیا!

الملک المنصور

فی رد

الکتاب المسطور

تمہید الصدور میں نسبت میلاد کے تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کو صریح اور مضبوط دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ آلانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور حیات دراس دنیا میں بسنے والوں کے ادراک و شعور اور حس سے بالاتر اور ولکن لا تشعرون میں داخل مگر ہے اُن جملہ امور کے (بسطار دلائل علیہ) کے تعلق سے جو دنیا میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھے اور اسی حیات کے آثار میں سے ہے کہ عند القبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلام سننے اور اُس کا جواب دیتے ہیں لیکن جناب نجدی صاحب یہ کہتے ہیں کہ قبر میں حیات الانبیاء کا عقیدہ متزلزل جیسے بعض مناظروں، روافض، قادیانیوں، بہائیوں اور بریلویوں کا ہے (نعوذ باللہ تعالیٰ) اس پیش نظر کتاب میں ان کے باطل نظریہ کو بحوالہ نقل کر کے اس کا علمی و تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے قارئین کرام خود فیصلہ کریں۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ ۝

ابو الزاہد محمد سرفراز غفرلہ خطیب جامع مسجد گکھڑ، ومدرس مدرسۃ العلوم گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ محفوظ ہیں

طبع چہارم
ستمبر ۲۰۰۲ء
نام کتاب ——— المسلک المنصور
مؤلف ——— شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم
تعداد ——— ایک ہزار
مطبع ——— مکی مدنی پرنٹرز لاہور
ناشر ——— مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
قیمت ——— ۲۴ روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ علمیہ جامعہ انوریہ سائٹ کراچی نمبر ۱۹
☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ، نوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
☆ مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
☆ مکتبہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ غزنی سٹریٹ
☆ مکتبہ العارفی جامعہ امدادیہ فیصل آباد
☆ مکتبہ امدادیہ حسینیہ چنڈی روڈ چکوال
☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت
☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد
☆ مکتبہ رحمانیہ محلہ جنگی پشاور
☆ مکتبہ حنفیہ فاروقیہ اردو بازار گوجرانوالہ
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ کتاب گھر شاہی مارکیٹ گلگت

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
عرض حال	۹
باب اوّل	۱۱
کتاب شفاء الصدور بریلویہ کے دین میں لکھی گئی تھی	۱۱
الجواب۔ یہ بالکل غلط ہے	۱۲
یہ کتاب اہل السنۃ والجماعۃ حضرات فقہاء کرام اور اکابر علماء دیوبند کے خلاف لکھی گئی ہے	۱۲
اس میں ہم امت کے سماع و عدم سماع کے اختلافی مسئلہ کی جو تفصیل پُرزور تردید کی گئی ہے	۱۲
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عند القبر صلوٰۃ وسلام کے سماع کا انکار کیا گیا ہے	۱۳
حالانکہ یہ مسئلہ اتفاقی اور اجماعی ہے	۱۴
فتاویٰ رشیدیہ امداد الفتاویٰ	۱۵
ماہنامہ تعلیم القرآن	۱۵
جناب نیلوی صاحب کہتے ہیں کہ سماع موتیٰ کا مسئلہ خود ساختہ ہے	۱۵
حالانکہ سماع موتیٰ کا مسئلہ احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے۔ فتح الملہم	۱۵
اور سماع الموتیٰ کی احادیث متواتر ہیں۔ فیض الباری	۱۵
مطلقاً احادیث کا انکار تو منکرین حدیث بھی نہیں کر سکے	۱۶
تواتر کا انکار کلی سنت سے دوری ہے	۱۶
مستفیض اور متواتر کا معنی حضرت شاہ ولی اللہؒ سے	۱۶
توجیہ النظر، فیصلہ، مقدمہ بہاولپور، فتح الملہم سے متواتر کی قسمیں اور اس کا حکم	۱۷
جناب نیلوی صاحب نے استشفاء عند القبر کے مسئلہ میں الفقہاء مسئلہ کو شرک قرار دیا ہے	۱۸
اہم بحثیں، میوطی، زرقانی، قسطلانی، محب الدین طبری	۱۸
نووی، قاضی عیاض، ملا علی قاری، ابن الہمام،	۱۸
شامی، بیہقی، بحر العلوم، عبد الحق اشبیلی	۱۸
حافظ ابن القیم، حافظ ابن کثیر اور حافظ نذری کے نام لے کر ان کی تردید کی ہے کیا یہ سب بریلوی ہیں؟	۱۹

حیرت وافسوس	۲
اہل حق کو مشرک، مبتدع، محمد علماء سوء اور شریر کہنا کہاں کا انصاف ہے	۲
بقول جناب نیلوی صاحب حیات الانبیاء اور سماع واستشفاع شریر لوگوں کے گھڑے ہوئے مسائل ہیں	۲
یہ صحاح ستہ میں کیوں نہیں؟	۲
جناب نیلوی صاحب نے صحاح ستہ کی حدیثیں	۲
کب تسلیم کی ہیں؟ چند حوالے	۲
بقول نیلوی صاحب استشفاع عند القبر کا مسئلہ معتبر کتب ہائیوں کا لکھا ہوا ہے	۳
ان بعض کتابوں کے حوالے جن میں یہ مسئلہ ہے	۳
بقول جناب نیلوی صاحب ان کتابوں میں یہ مسئلہ آنیوالی نسلوں کو گمراہ کرنے کیلئے لکھا گیا ہے	۲۲
المہند علی المفند۔ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی تصدیق کا دلچسپ جواب	۲۳
امام سیوطی اور زرقانی امامل ہیں اور مولانا امتیاز محمد انور شاہ صاحب اور مولانا عثمانی تو تکبیر کے فیض میں	۲
کتاب شفاء الصدور میں اصل رد وہابیوں کا ہے	۲۳
بریلویوں کا رد صرف بطور ہم اور ضمنی ہے	۲۴
انتہائی تعصب	۲۵
کہ تمام فقہاء کرام حنفی کا اور نسیان کا شکار ہیں	″
تذلیل	۲۶
اہل بدعت یعنی بریلوی بھی سماع موتی کے قائل ہیں لہٰذا ان کا بھی رد ہو جائے گا	۲۶
سماع موتی کے بارے جناب نیلوی صاحب اور جناب احمد رضا خان صاحب کا نظریہ ایک ہی ہے	۲۶
حیرت	۲۷
اہل حق کو محدد اور مبتدع قرار دینے کیلئے دلائل	″
مِنْ دُوْنِہٖ اور مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے الفاظ پر	″
مشرکین کی آیات سے ہم سماع موتی پر استدلال	″
مگر ان سے استدلال محض کشیدہ قامت سینہ زوری ہے	۲۸
اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی اور مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ سے استدلال	۲۹
ان سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے استدلال کیا ہے مگر جمہور حضرات صحابہ کرامؓ نے	۲۹
اس سے اختلاف کیا ہے	۲۹
فتح الباری کا حوالہ	۲۹

عمدۃ الرعایہ کا حوالہ	۲۹
ان آیات میں عدم سماع کا اشارہ تک بھی نہیں۔ تفسیر حقانی	۳۰
ان آیات سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا	۳۰
معارف القرآن	″
موتی سے جاہل مراد ہیں امام راغبؒ	۳۱
کسی صریح وصحیح حدیث میں سماع موتی کی نفی نہیں	″
سماع موتی کے مسئلہ پر سلف کا اجماع ہے اور اس باب میں متواتر احادیث موجود ہیں	″
تفسیر ابن کثیر وکتاب الروح	″
اور عدم سماع موتی کے بارے میں صریح حدیث نہ ہونے کا جناب نیلوی صاحب کو بھی اقرار ہے	۳۲
کتاب فتح میں باب بیان کے ایک جزئیہ سے عدم سماع موتی پر استدلال درست نہیں	۳۳
ورنہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ زندہ مشرک بھی نہیں سنتے	″
قرآن کریم سے استدلال	″
اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰی آیت سے عدم سماع پر استدلال	۳۴
اس کا ترجمہ فوائد عثمانیہ سے	″
تفسیر جلالین کا حوالہ	۳۴
کمالین کا حوالہ	۳۵
اصل عربیت کے لحاظ سے مشبہ اور مشبہ بہ میں جو تشبیہ صرف ایک ہی ہوتی ہے	″
اور وہ عدم الانتفاع ہے	″
جلالین کا حوالہ	۳۶
کیا حیات الانبیاء کا عقیدہ باطل فرقوں کا ہے؟	″
تفسیر بحر المحیط کا حوالہ	۳۷
باب دوم	۳۸
جناب نیلوی صاحب کہتے ہیں کہ حیات الانبیاء کا عقیدہ منافقوں، رافضیوں، معتزلہ، جہمیہ	۳۸
معطلہ، برہمنیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کا ہے	۳۹
اہل حق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے منکر نہیں ہیں۔	۴۰
وفات کے بعد قبر میں حیات اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ کفایت المفتی	۴۰
المسند کا حوالہ	″
نزاع صرف لفظی ہے	۴۱
حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ کا	۴۲
راقم کو مباہلہ اور مناظرہ کا چیلنج	۴۳

اور راقم کی طرف سے اس کا مفصل جواب	۴۹	حاشیہ ترمذی کا حوالہ	۶۱
جناب قاضی صاحب کا رجوع	۵۱	تفسیر مظہری کا حوالہ	۶۱
حیات کے معنی!	۵۲	اور اس کا جواب	۶۲
حیات برزخیہ کا انکار قطعیات کا انکار ہے	"	اولاً یہ کہ شہید کا جسم عنصری قتل کیا جاتا ہے	۶۲
اور حیات عنصریہ پر قرآن وحدیث اور کسی	"	(ذکر روح) اور زندہ بھی وہی ہوتا ہے	
فقیہ وامام اور صحابی سے کوئی دلیل ثابت نہیں	"	وثانیاً عدم شعور اجسام عنصریہ کا نہیں بلکہ	۶۲
حیات کے معنی کے علاوہ گیارہ معانی اور جواب	"	زندوں کا شہداء کے بارے میں ہے	
مفردات راغب اور تفسیر مظہری کا حوالہ	"	وثالثاً جناب نیلوی صاحب نے معنی غلط کیا ہے	۶۳
الجواب	۵۳	ورابعاً جناب قاضی ثناء اللہ صاحب حیات	"
حیات عنصریہ کا ثبوت قرآن کریم سے ہے	"	معانی کے قائل ہیں (تفسیر مظہری)	
اس پر قرآن کریم کی دو آیتیں	"	وخامساً وہ روح کے جسد عنصری کے	۶۴
حدیث شریف	۵۴	ساتھ تعلق سے حیات کے قائل ہیں (تفسیر مظہری)	
تکمیل الخطاب اور التعلیق الصبیح کا حوالہ	۵۵	وسادساً اشتباہ ومغالطہ	۶۶
جناب نیلوی صاحب سے جواب طلب قبر کے بارے تجسم مثالی کے ثبوت کا مطالبہ	۵۵	چند زندہ اور مردوں کی حیات کے احساس نہیں کرتے لہٰذا وہ مردے ہیں۔	۶۶
اجسام دنیویہ پر طائفہ قاسمی کا حوالہ	۵۶	تفسیر مظہری	"
ذیل الاوطار کا حوالہ	۵۷	بقول جناب نیلوی صاحب جو شہداء حضرات	
تفسیر فتح القدیر کا حوالہ	۵۹	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو	۶۷
اہم (غلط) کے حوالہ کی تشریح	"	غسل اور کفن دیا جاتا ہے لہٰذا وہ زندہ نہیں	
مرشد اگر غسل وکفن نہیں دیا جاتا وہ زندہ ہیں	۶۷	اطلاق کرنے والے بھی اہل السنت والجماعت ہیں	۷۲
اس کا جواب	۶۷	اکابرین علمائے احناف عقیدۃ التوحید والسنۃ	"
اولاً اس کا کیا معقول ثبوت ہے کہ تمام انبیاء کرام	۶۷	ماہنامہ تعلیم القرآن کا حوالہ	۷۳
علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا؟		قبر کی زندگی حق ہے	۷۴
وثانیاً جو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام	۶۷	الفقہ الاکبر	"
شہید ہوئے ان کو زندہ تسلیم کریں		حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ	"
وثالثاً صرف اس شہید کو غسل وکفن نہیں دیا جاتا	۶۸	والسلام قبور میں زندہ ہیں	"
جو معرکہ میں بلا فائدہ اٹھائے شہید ہو جائے		الکتاب المسطور۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند	"
ہدایہ، شرح وقایہ اور مرقاۃ، اکمل کا حوالہ	"	کفایت المفتی	۷۵
حضرت عمر شہید تھے مگر غسل اور کفن دیا	۶۸	خود اپنی تردید	"
گیا۔ (مرقاۃ، اکمل)		کہ میت (جسم عنصری) کو عذاب ثواب	۷۵
شہداء اور بھی ہیں اس پر مستند حوالے	"	کا ادراک وشعور ہوتا ہے۔ الکتاب المسطور	
مگر ان سب کو غسل وکفن دیا جاتا ہے	۶۹	امام جمہور کے نزدیک بدادراک وشعور	۷۶
نزاع متفق	۷۱	اعادۂ روح کی دو سے ہوتا ہے	
کہ قبر میں بدن مثالی صرف روح کو ہے	"	اس پر مستند حوالے	"
ہر خود جناب نیلوی صاحب سے اس کا رد	"	عجب الذنب لم یفن منہ شیء تو جسد	۷۸
عجیب شوشہ	"	عنصری کا حصہ ہے	
کہ شہداء زندہ ہیں مگر انبیاء کرام زندہ نہیں	۷۲	سلامت اجساد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام	"
حیات برزخی کو مان کر اس پر حیات دنیویہ کا	"	امت مسلمہ میں مسلم ہے (نیلوی)	"

حفاظ فقہ کے اجسام بھی محفوظ رہتے ہیں	۷۸	الجواب	۸۴
جب ان کے اجساد سلامت ہیں تو نبی کا	″	نیلوی صاحب کا معصوم انہ نذر	″
طیبات کے ان کے ساتھ تعلق سے کیا چیز مانع ہے	″	قرآن کریم، احادیث متواترہ، حضرت فقہاء	
فتوی مفتی اعظم ہند نظام عظیم	۷۹		
	″	متکلمین کو چھوڑ کر قبر کے ثواب و عتاب کے لیے	۸۴
کفایت المفتی سے	″	غیر متعلق اور غیر معصوم اقوال سے اجساد	
الجواب اس کی تشریح کفایت المفتی سے	″	مثالیہ کا اثبات کرتے ہیں	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوۃ و سلام	۸۰	حالانکہ یہ اجساد مثالیہ قبر سے باہر کیسے انکی	۹۵
سنتے اور جواب دیتے ہیں		سورہاں میں ذکر تدبیر ابدان کے لیے	″
قبر مبارک میں آپ کی زندگی اہل السنت	۸۰	اور خود جناب نیلوی صاحب فی جذب	″
والجماعت کا مذہب ہے		کا معنی علی جذب نقل کرتے ہیں	″
ہر شخص آپ کی روح طیبہ کا جسم مبارک	۸۱	جناب نیلوی صاحب کی بوکھلاہٹ	۸۶
سے تعلق نہیں مانتا وہ تین کا مرتکب ہے		تسکین الصدور اور سماع الموتی وغیرہ	
مطالبہ	۸۲	میں تعارض و تضاد کا دعوی	۸۶
حضرت فقہاء کرام اور اکابر علماء سے		اور بعض راویوں کے بارے بعض جرحی	
صراحۃً بالحوالہ ثابت کریں کہ آنحضرت		کلمات ترک کر کے الزام اور محمد بن اسحاق	۸۶
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کا	۸۲	اور قتادہ کی روایت کے بارے تنقید	
جسد اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق		جناب نیلوی صاحب کا مفروض تعارض کا جواب	۸۷
نہیں اور آپ عند القبر صلوۃ و سلام نہیں سنتے		اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم اللہ	۹۰
اجساد مثالیہ کا ثبوت	۸۴	صاحب کے سوالات	
عمدۃ القاری، فتح الملہم، روح المعانی	″	اور راقم اثیم کے مختصر اجوبات	۹۱

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

راقم اثیم نے ۱۳۸۶ھ میں اکابر علماء دیوبند کے حکم اور ان کے قیمتی علمی مشوروں سے کتاب تسکین الصدور تالیف کی تھی بحمد اللہ تعالیٰ اس کو پاک و ہند کے جید اور مشہور علماء کرام نے بہت ہی پسند فرمایا اور مزید اپنی علمی تصدیقات و تقریظات سے اسے مزین کیا جس سے اہل علم میں بہت سے شکوک و شبہات دور ہو گئے اور اہل السنت والجماعت کا حق اور صحیح مسلک مدلل و مبرہن ہو گیا لیکن محترم جناب نیلوی صاحب نے تعصب، عناد اور ہٹ دھرمی کے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر مسلک حق کو باطل ناحق طور پر روندنے اور کچلنے کے لیے پہلے تو ندائے حق میں اور اب الکتاب المسطور میں نارواسعی کی ہے اہل علم ان کی اس بے جا روش اور مغالطہ آفرینی سے کبھی بھی دھوکہ نہیں کھاتے اور نہ کھا سکتے ہیں کیونکہ عقل و خرد کی دولت رب تعالیٰ نے اس لیے دی ہے کہ صحیح و سقیم کی پرکھ کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء سے دنیا خالی نہیں ہے لیکن دنیا میں کچھ لوگ ضدی، ہٹ دھرمی، متعصب بھی ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو تو خدا تعالیٰ کے معصوم پیغمبر بھی نہیں منوا سکے ہاں مگر حضرات

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے دلائل و براہین کے لحاظ سے اتمام حجت کر دی گئی ہے ہم نے بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اتمام حجت کے طور پر الکتاب المستطاب میں درج شدہ زیادتیوں، خامیوں اور چیرہ دستیوں پر سرسری اور طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے عوام الناس کو آگاہ کیا ہے اور حق و منصور مسلک کے دفاع کا فرض کفایہ ادا کرنے کی حتی المقدور سعی کی ہے قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ جناب نیلوی صاحب اور راقم اثیم کی باتوں کا تقابل کر کے صحیح بات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کریں اگر علمی طور پر اس کتاب میں کوئی بات غلط نظر آئے تو بلا جھجک راقم اثیم کو اطلاع دیں انشاء اللہ العزیز سمجھ آنے پر غلط بات کی تصحیح میں تامل نہیں کیا جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اٰمِيْن

ابوالزاہد محمد سرفراز

۱۲ رجب ۱۴۰۶ھ
۲۲ مارچ ۱۹۸۶ء

باب اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَالَ فِيْ حَقِّ الشُّهَدَاءِ بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ قَالَ الْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهٗ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

جناب نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ امابعد بندہ بچیدان خادم علوم قرآن محمد حسین النیلوی غفر اللہ لہ و والدیہ و اساتذتہ عارض ہے کہ ۱۵ سال کا عرصہ ہو چکا ہے کہ بریلویہ عقیدہ کی تردید میں شفاء الصدور لکھی تھی پھر اثیمہ سے بالکل برعکس بریلوی چپ سادھ گئے مگر دیوبند دارالعلوم کے فارغ جیل ازیں رد بریلویت میں تسلی بخش کام کرتے رہے ہیں یعنی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب شفاء الصدور کی تردید میں تسکین الصدور لکھی پھر ندائے حق میں حق واضح کیا گیا چاہیے تھا کہ ان ایک ہونے کی وجہ سے خاموش ہو جاتے مگر سماح الموفی اور طبع جدید تسکین الصدور کر بریلویت کے خشک درخت کو پانی دے دیا جس سے وہ ہرا ہو کر خوب برگ و بار لے گیا ہے بلفظہ (الکتاب المستطاب ص۱۲) اس عبارت سے صاف عیاں ہو گیا کہ جناب نیلوی صاحب المنول نے شفاء الصدور اور ندائے حق میں بریلویت کی تردید ہے اور ندائے حق طبع اول ۱۵ھ میں لکھتے ہیں کہ۔ ہم نے شفاء الصدور محض بریلویہ کے رد میں لکھی تھی معتمدین علماء حق کی عبارات درج کر کے خود بریلویہ کے علماء کی عبارات بھی

درج کر دی تھیں تاکہ اُن پر حجت قائم ہو جائے اور سمجھیں کہ جب قبر عُرنی میں دھڑ پڑے نہیں سُنتے تو ہم قبور پر اگر پکار کر کیا کریں گے ۔ ھ

الجواب : جناب نیلوی صاحب کی یہ عبارات حرف ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور ان سے انہوں نے محض سادہ لوح اور حقیقت ناشناس عوام کو خالص اندھیرے میں رکھنے کی بالکل ناروا اور ناکام سعی کی ہے جس کا اصل حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے ۔

اوّلاً تو اس لیے کہ جناب نیلوی صاحب نے بریلویوں کے کسی خاص مسئلہ کی تردید کا کوئی عنوان ہی قائم نہیں کیا اور نہ اس پر کوئی باب ہی باندھا ہے کتاب کا نام ہی شفاء الصدور فی تحقیق عدم سماع من فی القبور ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا سماع موتیٰ کے قائل صرف بریلوی ہی ہیں یا اُمت کی اکثریت بھی سماع موتیٰ کی قائل ہے ؟ حضرات موالک ، شوافع اور حنابلہ تقریباً بھی ہی سماع موتیٰ کے قائل ہیں اور حضرت احناف کا بھی معتد بہ طبقہ سماع موتیٰ کا قائل ہے اور حضرات اکابر دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم میں بھی اکثریت سماع موتیٰ کی قائل ہے جنکے حوالے سماع الموتیٰ میں مذکور ہیں کیا جناب نیلوی صاحب کے نزدیک یہ سب بریلوی ہیں جنکی تردید کا بیڑا انہوں نے اُٹھایا ہے اور جن کے واضح اور منصور مسلک کے رد کا فرض منصبی وہ اپنے ذمے لیے ہوئے اور اس کے لیے پیچ و تاب کھاتے ہوئے ہیں ممکن ہے کہ وہ یہ کہدیں ؎

قصور سے کسی کے میں نے کی ہے گفتگو جس سے ۔۔۔ رہی ہے ایک تصویر خیالی اور بر بس

وثانیاً اس لیے کہ انہوں نے بزعم خویش الباب الاوّل میں قرآن کریم کی آیات کریمات سے اور ان کی تفاسیر میں حضرات مفسرین کرامؒ سے عدم سماع موتیٰ ثابت کیا ہے ، مگر اسمیں

بری طرح ناکام رہے ہیں کیونکہ ان میں جس سماع کی نفی ہے وہ سماع نافع ہے نہ کہ مطلق سماع کیونکہ مشبّہ (زندہ کافر) اور مشبّہ بہ (مردوں) میں وجہ تشبیہ ایک ہی ہوتی ہے اور وہ سماع نافع ہے نہ کہ مطلق سماع اور نہ یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ زندہ کافر بھی نہیں سُنتے مزید تفصیل الشہاب المبین میں ملاحظہ فرمائیں اور الباب الثانی میں احادیث و آثار نقل کر کے اُن سے سماع موتیٰ کی نفی کی ہے مگر یہاں بھی انہوں نے وہی غلطی کی ہے جو آیات و تفاسیر کے سمجھنے میں کی ہے ۔ اور الباب الثالث میں انہوں نے اپنی فہم ناقص سے حضرات صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ان کے اجماع سکوتی سے عدم سماع کا اثبات کر کے سابق کی طرح ٹھوکر کھائی ہے اور الباب الرابع میں انہوں نے قائلین سماع موتیٰ کے دلائل کے جوابات دینے کی لاحاصل سعی کی ہے اور الباب الخامس کا عنوان ہی یہ ہے ملحدین و مبتدعین سماع موتیٰ الخ (ملاحظہ ہو طبع اوّل)

الغرض جناب نیلوی صاحب نے کتاب شفاء الصدور میں اول سے لے کر آخر تک اہل حق ہی کی تردید کی ہے نہ کہ بریلویوں کی جناب نیلوی صاحب نے عام اموات کے سماع کی نفی سے آگے بڑھکر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ و سلام وغیرہ کے سماع کی بھی صاف نفی اور صریح انکار کیا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں اور جو لوگ عند قبری ، عند قبری کا وظیفہ پڑھتے سنتے ہیں وہ بھی سُن لیں کہ تین بندوں (اللہ) کی قبر شریف محفوظ ہے جہاں سوا کا بھی گذر نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آواز جا سکے وہ صورت بھی مفقود ہے ملخصاً (شفاء الصدور ص ۱۰۶ طبع اوّل)

جناب نیلوی صاحب نے سائنس کے اس ترقی یافتہ دور میں جس میں سات سمندر پار کی خبریں آج لوگ اپنے بند کمروں میں بیٹھ کر بخوبی سُنتے ہیں صحیح حدیث اور تعامل امت سے ثابت شدہ اجماعی و اتفاقی مسئلہ (سماع صلوٰۃ و سلام وغیرہ عند القبر) کو اپنے فاسد قیاس سے رد کیا ہے جو بلا نص کے (جو یہاں صحیح حدیث ہے) ہوتے ہوئے قیاس اور عقلی دھکوسلوں کا کیا کام ہے

اور انہیں کون مانتا ہے؟ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں کہ مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اور (فتاویٰ بشیریہ ص۱۰۰ طبع جید برقی پریس دہلی) اور حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی کو بھی یہ بات مسلّم ہے کیونکہ روضۂ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلاواسطہ حضور پر پیش ہوتا ہے اور آپ اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں (امداد الفتاویٰ ص۱۱۰/۵) اور اس مسئلہ پر اس اتفاق و اجماع کا اقرار جمہور اہلسنۃ والجماعۃ کے بزرگوں کو بھی ہے چنانچہ۔

ماہنامہ تعلیم القرآن میں تصریح موجود ہے کہ باقی رہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا جیسا کہ آج سے تقریباً تین سال پہلے ماہنامہ تعلیم القرآن شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۵۶ء اور پھر اس کے بعد شمارہ ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں دوسرے فریق یعنی جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے اس بارے مسلک کی صراحت موجود ہے۔ البتہ اس فریق کے بعض حضرات جن میں سے حضرت مولانا سید عنایت شاہ صاحب بخاری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں عند القبر سماع صلوٰۃ وسلام کے دوام اور عمومیت کے قائل نہیں ہیں الا فرق العبارۃ الخ بلفظہ۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۶۳ء ص۱۸، ۱۹)

اس سے بالکل عیاں ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عند القبر صلوٰۃ وسلام کے سماع میں بجز جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی کے اور کسی کا اختلاف نہیں اور امت مسلمہ میں یہی پہلے بزرگ ہیں جو اپنے اس سینہ زوری اور زور بیان سے سماع الصلوٰۃ والسلام عند القبر کے منکر ہیں محترم جناب نیلوی صاحب کا یہ اخلاقی اور علمی فریضہ تھا کہ وہ عام سماع موتیٰ سے انکار کرتے وقت اس مسئلہ کو الگ کر دیتے کیونکہ یہ امت کا

اجماعی و اتفاقی مسئلہ ہے مگر انہوں نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہم سب کے عند القبور سماع کا قطعاً اور کلیتہً انکار کر دیا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ

ان مسئلۃ سماع الموتیٰ واجابتہم ومعرفتہم مختلق للعلماء (شمار السدور ص۱۵ طبع اوّل)

بلاشبہ سماع موتیٰ اور ان کے جواب دینے اور ان کی معرفت کا مسئلہ محدثین کا گھڑا ہوا ہے

الدرجۃ السابعۃ کے عنوان میں بہت سے محدثین و متبحرین قائلین سماع موتیٰ (ص۱۰۷)

الجی بالحوالہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عند القبور سماع اتفاقی و اجماعی مسئلہ ہے اور عام اموات کے سماع کا مسئلہ اختلافی ہے حضرات صحابہ کرامؓ سے تاہنوز اس میں اختلاف چلا آرہا ہے مگر امت کی اکثریت سماع کی قائل ہے اور اس پر احادیث صحیحہ کثیرہ دال ہیں چنانچہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ھ) لکھتے ہیں کہ

ان سماع الموتیٰ ثابت فی الجملۃ باحادیث الکثیرۃ الصحیحۃ اھ (فتح الملہم ج۲ ص۲۶۹)

بے شک فی الجملہ سماع موتیٰ احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے۔

اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

اقول والاحادیث فی سماع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر وفی حدیث صححہ ابو عمرؒ ان احدا اذا سلم علی المیت فانہ یرد علیہ ویعرفہ ان کان یعرفہ فی الدنیا (بالمعنیٰ اھ (فیض الباری ص۲۶۴/۱)

میں کہتا ہوں کہ سماع الموتیٰ کے بارے میں احادیث بلاشبہ درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور ایک حدیث میں ہے جس کی ابو عمر ابن عبدالبرؒ (متوفی ۴۶۳ھ) تصحیح کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی کسی میت کو سلام کہتا ہے تو وہ اسے جواب دیتی اور (آواز سے) پہچانتی ہے اگر دنیا میں ان کا تعارف تھا۔

جناب نیلوی صاحب کا علمی و اخلاقی فرض تھا کہ وہ جس پہلو کو حق اور صحیح سمجھتے تھے، اُسے دلائل سے اُجاگر کرتے لیکن جمہور امت کو ملحد اور مبتدع تو نہ قرار دیتے اور نہ احادیث صحیحہ متواترہ کا انکار کرتے جب کہ عمومی طور پر احادیث صحیحہ کے انکار کی جرأت غلام احمد پرویز اور دیگر منکرین حدیث کو بھی نہیں ہوئی وہ بھی بزعم خویش اُن احادیث کو اپنے انکار و تاویل کا نشانہ بناتے ہیں جو اُن کے نزدیک عقل اور تاریخ و مشاہدہ کے خلاف ہیں باقی احادیث کو وہ بھی تاریخی سرمایہ اور ظنی درجہ میں تسلیم کرتے ہیں جب کہ جناب نیلوی صاحب کا بے باک قلم اپنے غلط کار مشیر کے حکم کی تعمیل میں علم، تحقیق، دیانت اور خدا خوفی کی تمام حدود پھاند گیا کہ

کون کرتا ہے بتوں کے آگے سجدہ زاہدا سر کو دے دے مار کر توڑیں گے بتخانے کو ہم

انصاف کا تقاضا تھا کہ صحیح اور متواتر احادیث کے خلاف احتیاط سے کام لیتے اور ان احادیث کے مطابق عمل کرنے والوں کو جو اُمت کی اکثریت ہے ملحد اور مبتدع کہنے سے گریز کرتے۔ کیونکہ تواتر کا انکار کفر تک نوبت پہنچا دیتا ہے۔ مستفیض اور متواتر کے بارے حضرت قطب الدین احمد بن عبدالرحیم المعروف بشاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ۔

اما المستفیض بالفظ فاعنی بہ لحدیث یرویہ عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثۃ من الصحابۃ او اکثر وحالھم فی الصدق والتقوی ما قد علم وقد شھد لھم رسول اللہ صلی	لفظی مشہور حدیث سے میری مراد وہ حدیث ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین یا زیادہ صحابہ کرام روایت کریں اور ان کی سچائی اور تقوے کا حال تو معلوم ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بارے یہ شہادت دی ہے کہ وہ بہترین جماعت ہیں

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھم خیر القرن (القرون) وحث الناس علی تعظیمھم ونھاھم عن سبھم فکانت الاحادیث المستفیضۃ من ھذا الوجہ متواترا او ملحقا بالتواتر وھی کثیرۃ موجودۃ فی کل باب من ابواب الفقہ والسیرۃ اتفقت صیغ الاداء فیھا او اختلفت	اور لوگوں کو ان کی تعظیم پر آمادہ کیا ہے اور ان کو برا کہنے سے منع کیا ہے تو اس لحاظ سے مستفیض حدیثیں متواتر یا تواتر سے ملحق ہوں گی اور یہ فقہ اور سیرت کے ہر باب میں بکثرت موجود ہیں ادا کے الفاظ متفق ہوں یا مختلف۔

(تفہیمات الٰہیہ ص ۳۱۰ ج ۲)

اور سماع موتیٰ عند القبور کی حدیثیں بھی اسی مد میں ہیں اکابر علماء کا یہ طریقہ تھا اور ہے کہ وہ ان احادیث کو تسلیم کرتے ہوئے حسب فہم اس کی مناسب تاویل کرتے ہیں لیکن فریق ثانی کو ملحد و زندیق اور مبتدع کسی نے نہیں کہا تکفیر سازی کا یہ عہدہ جناب نیلوی صاحب اور ان کے سید سند کو ہی حاصل ہے ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

اور علامہ طاہر بن صالح بن احمد الجزائری تحریر فرماتے ہیں کہ

والمتواتر یکفر جاحدہ (ترجمہ النظر فی اصول الاثر ص ۲۶) متواتر کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ تواتر کی قسمیں اور اس کا حکم رئیس المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب نے فیصل المقدر بہاولپور ص ۲۳ میں اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے مقدمہ فتح الملہم ص ۲۰ و ۲۱ میں تفصیل سے بیان کیا ہے جناب نیلوی صاحب کو بہت ہی

زیادہ مناسب اور سمجھ داری تھی کہ وہ اس میدان میں اتنی تباہی سے قدم رکھے۔ تمام سماع سوئی کو ملحد اور مبتدع نہ قرار دیتے کیونکہ اُن کے پاس متواتر سماعت ہے اور امت مسلمہ کی اکثریت ان کے ساتھ ہے اور مشہور ہے کہ ؎

زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

وہابیوں کا یہ ہے کہ تقویۃ الصدور میں جن مسائل کو تحقیق نہیں کیا گیا ہے وہ یہ ہیں کہ حضرت انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات قبروں میں کے حسام عنصریہ سے متعلق ہیں سے درود علی القبور صلوٰۃ و سلام وغیرہ ہیں سنے سے اور استشفاع عند قبور الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی شرک کہتے ہیں اور زیارت الفاظ میں سماع موتیٰ کی بھی کی ہے اور جن امور میں حیات الانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور عند القبور صلوٰۃ و سلام کے سماع اور استشفاع عند القبور اور سماع موتیٰ کے سلسلہ میں کتابیں ایسا مسائل لکھے ہیں ان کو نہیں لے کر کرتے ہیں اور ان کے قول کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ سنے اور کہنے کی بات اکثر بیہقی، سیوطی، زرقانی، باجی، محدث ہندی طبرانی، قاضی عیاض وغیرہ کی ہیں جن میں سے کوئی بھی مسلک کا نہیں ان کو ملا علی قاری، ابن عابدین وغیرہ وغیرہ ان کثر

[illegible] ہیں لکھتے ہیں کہ [illegible] ہیں لکھتے ہیں کہ [illegible] ہیں کہ [illegible] ہیں لکھتے ہیں کہ [illegible] ہیں لکھتے ہیں کہ [illegible] ہیں لکھتے

ہو یکا تعلق توجہ ہیں کیوں ہوں جن کو مطلب ہیں بتا وہ سنتے ہی نہیں

حیرت و افسوس

اہل علم جانتے ہیں کہ بعض مسائل میں اختلاف بھی ہوتا ہے مگر اختلافی مسائل میں کوئی روش سے فریق کو متہم، مبتدع، ملحد، ضال، گمراہ اور جہنمی کہنا یہ کسی حنفی صاحب کا کام نہیں ہو سکتا ہے وہ عام موت کے سماع اور عدم سماع کے اختلافی مسئلہ سے آگے نکل کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں سماع کے اثبات کی وجہ سے مخالف مسلک کو رد، مستمع عند القبر کے معنی اور مسئلہ مسلمہ کو تسلیم کرنے والوں کو بھی مشرک، مبتدع، ملحد، ضال، گمراہ اور جہنمی کہنے سے بھی نہیں چوکتے مسلمانوں کے حق میں علاوہ مزید ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں کہ

"امور جو مشہور ہیں یہ تحریروں سے گھڑے ہوئے ہیں مجبوریا وجہ ہے کہ صحاح کے مصنفین جو کامل محدث تھے ان چیزوں کو نہیں پیش کرتے جس کو نجدی وہابی اور سیوطی پیش کرتے ہیں حالانکہ ان کی تصنیفات حدیث میں کم نظر ہی میں ہے کہ اصول حدیث کی کتب سے مطالعہ کرنے پر بھی نہیں ہے (ص ۳۲)

جناب میلوی صاحب! کیا آپ نے بخاری (ص ۸۴۱ ج ۲) و مسلم (ص ۳۹۶ ج ۲) کی صحیح حدیث "ما من میت یسمع قرع نعالھم" نہیں سنی جس پر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اس سے ثابت کیا تھا کہ مردے قبر میں سنتے ہیں اور کیا آپ نے صحیحین کی یہ روایت "ما انتم باسمع لما اقول منھم" (بخاری ص ۵۱۶ ج ۱ و مسلم ص ۳۸۷ ج ۲) نہیں سنی ہے اور کیا آپ نے بخاری (ص ۴۷۹ ج ۱) کی یہ صحیح حدیث "ما من احد یمر بقبر اخیہ کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام" قبول کرلی ہے؟ اور کیا آپ نے اس حدیث کی یہ صحیح حدیث "ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استانس بہ وقضی حاجتہ" قبول کرلی ہے؟ اور کیا آپ نے اس حدیث کی یہ صحیح حدیث "ما من رجل یمر بقبر اخیہ کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام" قبول کرلی ہے؟

[illegible] فی اللہ حی میت کا قرار کیا ہے؟ جب آپ نے مسلمان مردے کے کانوں کی حدیثیں بھی تسلیم نہیں کیں تو پھر سنی حضرات اور علماء دیوبند کی کرسی کا دعوا کیوں کر سے بیٹھے ہیں؟ صاف کہہ دیں کہ ہم نے گجراتی مش کے خلاف کوئی حدیث مانے کے لیے تیار نہیں اور آپ سے پہلی جملہ کتابوں میں تو رد و ملا اس کا ثبوت بھی دیا ہے کہ معاذ اللہ تعالیٰ تمام صحیح حدیثوں میں کیڑے ڈالے ہیں اور جمہور شارح حدیث کے صریح اقوال کے خلاف ہے اور اوصوبے اقوال پر مورچہ بندی کی ہے ؎

ستم کا آسان بھی کسی کے دل کو لگے گا کیسے کہ تیر غمزہ تو کاٹ لی تحریر ہوئی چلا گیا

ورنہ اس سے کہ جناب میلوی صاحب کا اصل مقصد تو حضرت فخر کرم اور کارنامہ دیوبند کو ثابت کرنا ہے اور تردید ہے مدعیہ کا تو صرف نام استعمال کرتے ہیں چنانچہ وہ مسئلہ استماع کے بارے میں لکھتے ہیں "بس ہم اس آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ حنفی علماء میں یہ مسئلہ قریب قریب صورت سے انکار استماع کا جو معتبر کتب میں لکھا ہے وہ سب باغیوں کا لکھا ہوا ہے اور بس" (مقام ابراہیم حق ص ۲۱ طبع اول)

قارئین کرام! یہ ہے جناب میلوی صاحب کے نزدیک معتبر کتابوں کا حشر ہم نے یہاں صرف استماع عند القبر کے متعدد کتب فقہ و مناسک سے نمونے عرض کیے ہیں [illegible] کتاب الآثار کلنوی، لباب المناسک، مسلک متقسط، منیہ، خلاصۃ الفتاوی، فتاوی عالمگیری، رسائل علماء حنفیہ، فتاوی [illegible] رشیدیہ اور تحریرات حدیث وغیرہ لیکن لگتا ہے جناب میلوی صاحب ان کتابوں کو بھی نہیں مانتے ہوں گے ورنہ ان کا حوالہ دیتے ہوئے ان میں تحریف کرنے میں [illegible] کیسی ہچکچاہٹ کرتے اور لکھ دیتے کہ جناب میلوی

بھی ہیں، جو جناب سیوطی صاحب نے بڑی سے بڑی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

میرا خیال یہ ہے کہ ایسی ایسی باتیں کار کی کتابوں میں درج کرنے کا خیر مرتب والوں نے منظور نہ رکھا تھا کہ سہو و غلطی کی کتابوں کو بیکار کر دیں۔

(الکتاب منظور، ج ۲ ہمارا ستدعا)

یہ ہے بیشتر محقق سیوطی صاحب کی تحقیق، جس کو آپ نے اکثر میں نقل کرنے کے قابل سمجھا ہے۔ اس تحقیق و تدقیق کے بعد بھی آپ کی رائے یہ ہے کہ اس کتاب کی نسبت ہی رائے قائم کی جائے جو اس پر اعتبار کرنے والے مصنف معتبر بستہ ہیں بلکہ ان کتابوں کا کیا ہوا جو اس کتاب کے ذخیرہ کا کیا حال ہوا۔ ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

المہند علی المفند | ل ظ خوبی جانتا ہے کہ المہند کے مرتب حضرت مولانا اصل مدعا سہارنپوری رحمتی ۱۳۲۳ھ صاحب مذکور حضرت کی خدمت میں اور دیگر مسائل کے علاوہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ بھی پیش کیا تھا۔ حضرت نے جو تقریر فرمائی تھی اس کا خلاصہ اور اس کی تائید میں چند مختصر سے رسالے میں کوئی بھی کتاب نہیں ملتی۔ اکابرین حضرت شیخ الہند حضرت مولانا محمد علی مونگیری حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی وغیرہ قدس اللہ اسرارہم سے بھی کتابت کی تحقیق کی گئی۔ سب نے یہی فرمایا کہ المہند پر بھی حکیم مذکور کی تحریف کا حرف آسکتا ہے۔

المہند سے استدلال کے ساتھ کرنا فضول سی بات ہے کیونکہ کسی معتمد علیہ کی تسلیم شدہ کتاب کو نقل کرنے یا تقریر کرتے وقت اس میں کوئی کلمہ یا ایک ایک حرف کرکے کوئی نہیں دیکھتا۔ خصوصاً وہ مستیاں جن کے سر پر بیسیوں ذمہ داریاں ہوں۔ اتفاقاً کبھی خود المہند میں ایسی غلطیاں ہیں جن کی جانب علماء کی توجہ کرانے کی

ہے صراحۃً ہیں کی کتابت کی غلطیاں ہیں غلط (الکتاب ا، ج ۱، ص ۲۴)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ المہند کے صرف چند صفحات میں کوئی لمبی چوڑی کتاب نہیں اور یہ نہایت دور دراز کی طرف سے علماء عرب کو حرمین میں بھیجی گئی کیا چند صفحات کے لیے بھی گئے، ستاروں کی خدمت میں محمد کفایت اللہ صاحب اور دیگر حضرات کے پاس وقت نہ تھا اور روزوں میں گو، سوتے سوتے اس پر دستخط عرض دیئے، اور وہ حضرت کی عرف و عادت سے خبر نہ تھے۔ ع بے خبر زمد دار ہے بہت کا کیا مطلب؟ مقدور تو رجاء سے پوچھو کرے یہ قرعے دو گنج اسے گدا یہ کیا کہے

اخیر میں اصل مطلب تو رہ گیا یعنی صاحب کا صرف حضرت مولانا کرم اللہ اکبر آبادی دام ظلہ کی تردید سے رجوع کا دعویٰ، اس پر بھی ہم ذرا آگے مستقل کرتے ہیں۔

حضرت بنوری صاحب ہی لکھتے ہیں کہ

حضرت کی تین تحریروں کی تردید کی گئی ہے مگر ان میں سے کسی تحریر کو علامہ سیوطی اور دیگر اکابر نے اپنی تصانیف میں نقل نہیں کیا، اور نہ ان کی عام شہرت تھی نہ رسائل محمد [illegible] ان کی کتابیں دیکھ کر تبدیل کرتے ہیں، مولانا عثمانی کا بھی یہی حال ہے [illegible] ان کی تحریروں کا یہ حال ہے تو حضرت سیوطی صاحب کس شمار میں ہیں؟ [illegible] قسمت میں نہیں ہے

[illegible] صاحب لکھتے ہیں [illegible] اصل تقریر کرتے

[illegible] ۵۶ [illegible] ۵۶ [illegible] ۵۶ [

بتا سکتی نام نہاد دیوبندیوں سے پوچھو لخ (ایضاً ص۵۷)

قارئین کرام! انصاف سے فرمائیں کہ کیا یہ بریلویوں کی تردید ہو رہی ہے یا دیوبندیوں کی؟ اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی تھے یا بریلوی؟ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ؎

وہ عرصۂ قیامت دیبی کے تصور ۔۔۔ اہل نظر کے واسطے میں دُرّ ثمر

وضاحت: اس لیے کہ جناب نیلوی صاحب نے تمہید الصدور ص۱۹۱ طبع اول میں عبد القبر کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم سماع کے ضمن میں مسئلہ علم غیب اور حاضر ناظر میں کیا ہے اور ص۹۲ کے حاشیہ میں ضمنی طور پر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب اور حاضر و ناظر سے متصف ہونے کو دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی کتاب میں بھی تو بریلویت سے جو صرف آمی ہے باقی تمام کتب حضرات فقہاء کرام اور اکابر علماء دیوبند کے ماننے کے لیے تردید کے لیے وقف ہے تمہید میں عرض کر چکا ہوں کہ کتاب شمار الصدور تو تردید بریلویت کے لیے وقف تھی مگر امت میں صدور سے ہی آرہی ہے اور گی اور بیش ایک ہونے کی وجہ سے ناظرین رہ جایئے تھا مگر یہ ہیں ۔ صدور تو یہی کے گا کہ ۔

اگر حق ہو تو جھکتا ہے سر اولی سے شاہ پر ۔۔۔ خطا طل ہو تو نجر کے بھی آگے خم نہیں ہوتا

جناب نیلوی صاحب ہی لکھتے ہیں کہ ایک میرے پرانے دوست محقق و مصنف مدرس اور مسلم ہیں (مراد ۔۔۔ اس سے ناظم ہے صفحہ ۱۰ سطر ۱۰ سے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے مُردوں کے سننے پر کوئی دلیل نظر نہیں آئی لہٰذا تمہید الصدور ص۱۹۱ طبع اول میں ہم کو سچ سچ تک عدم سماع کی کوئی قطعی صریح و صحیح دلیل نہیں ملی اور اہل علم کیا موقف ہو

کیا مخالف بھی سمجھ جاتے ہیں کہ ناظم اتیم فاضل دیوبند ہے بریلوی نہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ اس دور میں جس طرح بریلویوں کے باطل عقائد و بدعات کی معقول تردید ناظم اتیم نے کی ہے وہ عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے ۔

مخالف جناب نیلوی صاحب کے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں تعصب و بصیرت کو جواب دیا اور تعصب و عناد کے تیر و تفنگ پر سوار ہو کر سب توڑ اور رسے رسالہ حواسے توڑ کر پھینکا نفس علم سے نتائج حد کے ہیں حوالہ الامر بیا س کا مصداق ہیں کہ کیں کی بات کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا

انتہائی تعصب

جناب نیلوی صاحب جمہور امت اور حضرت فقہاء کرام کو بھی ضلالت سے عاری تصور کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں اگر سکتے ہیں ۔

سو اگر تو کہے کہ ہم اس مسئلہ کی کچھ بھی اصل نہیں جانتے لیکن ہم بڑے بڑے حضرات فقہاء کرام کے قول پر اعتماد کرتے ہیں اس لیے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے اور وہ صرف وہی بات کہتے ہیں جس کو انہوں نے دلیل سے حاصل کیا ہوتا ہے میں (نیلوی) کہتا ہوں کہ اگرچہ وہ جھوٹ نہیں بولتے لیکن خطا اور صدور نسیان ان سے ممکن ہے (شمار الصدور ص۱۹۱ طبع اول) ان کا سلف یہ ہو کر بڑے بڑے حضرت فقہاء کرام تو خطا و نسیان کا شکار ہو سکتے ہیں اگر معصوم ہیں تو صرف جناب نیلوی صاحب ہی ہیں جو علمی اور تحقیقی میدان میں خالص اپنی رائے ہی ناقص باطل لئے پھرے عدم سماع کرنے والے دعوی و دلیل کی مطابقت سمجھنے سے عاجز رہے اور عبارت کا صحیح مطلب سمجھنے سے بالکل ہی دست ہیں مشہور ہے کہ سارے کے مارے گھر ہی سر عزا ۔۔۔ یہی حال جناب نیلوی صاحب کا ہے کہ میں ہی سرور سے کے خلاف سچ لکھنے والے بھی بریلوی خطا کار اور اصحاب

نمایاں نظر آتے ہیں

تذکرہ نگار یہ عنوان قائم کر کے جناب نیلوی صاحب لکھتے ہیں

آخر عمر تک یہ محبت بھی اور وجود آقائے حضیت پر کہ سماع موتی کے قائل میں اس لیے انہوں نے بھی ایک شاخسانہ نکالا ہے کہ حضرت ابو السعید و رشید کی حنفیہ بھی سماع کے قائل ہیں یہ ان کی سریع جہالت ہے یا سہو نظر کی وہ کتب حنفیہ میں کی تصریحات سے چشم پوشی کی (شفاء الصدور صفحہ ۵ طبع اول)

ذرا دیکھیں حضرت مولانا کہنا کیا چاہتے ہیں کہ اصل مقصد تو فقط کہ ہمارے اکابر علماء دیوبند کی تردید ہے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں ۔ ضمناً ابن تیمیہ کی تردید بھی ہو جاتی ہے کہ سماع موتی صفحہ ۸۲ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ۲۵ سے زائد سماع موتی کے بارے حضرت ابو السعید نے سماع حنفیہ کا متفق مذہب عرض کر دیا وہاں ہی ملاحظہ فرمالیں کہ ان کا مسلک کیا ہے ۔

لطیفہ ۔ نیلوی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے اکابر علماء دیوبند کے دعویٰ بھی ہے کہ ان کا مذہب حنفیہ کے مطابق ہے حضرت ابو السعید صاحب نیلوی صاحب کے دعویٰ کی تائید میں پیش کرتے ہیں تاکہ وہ سکتے ہیں ۔

اسی طرح نیلوی صاحب کے مولانا محمد [illegible] اپنے مطبوعات حصہ سوم میں لکھا جو سوال ہا [illegible] ابو حنیفہ کا مذہب سماع موتی سے ثابت ہے یا نہیں ؟ ثابت ہے تو جو فقہاء حنفیہ میں سے وہ مردوں کے سننے کا انکار کرتے ہیں ۔ مگر کون ہیں اجسم [illegible] مردوں میں ورنہ بے شک حنفیہ میں ثابت ہے مطبوعات حصہ سوم ۱۲ [illegible] صفحہ

صاحب کتاب تحقیق مذہب ص ۹۳ جو احادیث یا عبارت کتب حنفی میں کی ہیں وہ جملہ پر محمول ہیں [illegible] صفحہ ۱۲)

[illegible] کہ سماع موتی کے بارے خود عقیدہ نیلوی صاحب کا ہے کہ سماع میں جسم عنصری مالک تعلق نہیں وہی موری حضرت نیلوی صاحب کا ہے اب انصاف سے فرمائیں کہ دیوبندیوں کی تردید سے ان کی تائید ہے یا نیلوی صاحب کے خود اپنوں سے گریبان سے کہ وہ نہیں اسی مسئلہ پر سخت کرنے تحقیق کریں اور بتائیں ۔

یہ ہے جناب کی [illegible] کہ [illegible] کو کھلا بہتان کے دام میں

حیرت [illegible] ص [illegible] میں سنیں گے کہ جناب نیلوی صاحب نے تمام سماع موتی کو جو ملہ و متفق قرار دیئے تو صرف وہ بھی تعلق دلائل سے جس پر سے [illegible] عبارت کا ارتکاب کیسے ہو گئے ہے اس کا [illegible] جو سے [illegible] کرتے ہیں [illegible] سماع موتی کو [illegible] میں [illegible] ان کے [illegible] کرتے ہیں جن سے [illegible] کے مشہور سید [illegible] سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی سے بھی اور خود جناب نیلوی صاحب [illegible] سماع موتی کا [illegible] کیا ہے [illegible] ان کے

[illegible]

قرآن کریم کی وہ آیات کریمات جن میں مردوں [illegible] کے عدم سماع اور عدم [illegible] کا ذکر ہے [illegible] وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ [illegible] (پ ۲۲ [illegible] رکوع ۱۰ اور اس کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے وہ مالک

نہیں کھجور کی گٹھلی کے یک چھلکے کے۔ اگر تم اُن کو پکارو نہیں سنیں تمہاری پکار اور سنیں
پہنچیں نہیں تمہارے کام پر ترجمہ شیخ الہندؒ اور مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ
پ ۲۶۔ الاحقاف۔ رکوع ۱۔ اور اُس سے زیادہ گمراہ کون جو پوجے اللہ کے سوا
ایسے کو کہ نہ پہنچے اُس کی پکار کو دن قیامت تک اور وہ اُن کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی۔
ترجمہ از شیخ الہندؒ وغیرہما من الآیات۔ علم سے کوئی بہرہ رکھنے والا جانب طلبی کو
سمجھ سکتا ہے کہ اس مضمون کی آیات سے عدم سماع موتیٰ پر استدلال کس قدر غلط ہے
عدم سماع موتیٰ پر ان سے استدلال بالکل ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہے کہ آیت
وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے معلوم ہوا کہ بتوں میں سننے کی قوت نہیں
بتوں کو بھی سماع موتیٰ ان آیات کریمہ سے ثابت ہے کہ ان کے پاس سے سماع موتیٰ کی نفی
ہے تو ہوئے کہ اس کے قریب رہنے والوں کے سماع کی بھی نفی ہے
بھی تو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں داخل ہیں پھر ان کی نفی سے کیونکر
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے مصداق مُردے ہیں اسی طرح زندے بھی ہیں کہ قریب
عند القبور موتیٰ کا سماع بھی ممکن بلکہ وقوع ہے بہت سی جگہ پر ہوا ہے

شعر

ڈبتا ہوں آسمان سے بجلی اگر پڑے — تیرا کہاں سے نام و نشاں سے

یہ ہے جس قسم کی آیات عدم سماع موتیٰ سے قطعاً غیر متعلق ہیں

یہ سلسلہ ثابت نہیں ہوتا۔

(۲) وہ آیات کریمہ جن میں مثلاً اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى الآیۃ (پ ۲۰ النمل رکوع ۶
پ ۲۱ الروم۔ رکوع ۵) دلالت تو ہیں مساعدت مُردوں کو (ترجمہ شیخ الہندؒ) اور مستلزماً
اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (پ ۲۲ الفاطر ۲
اللہ سناتا ہے جس کو چاہے اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو ترجمہ شیخ الہندؒ
وغیرہما۔ ان آیات میں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی ان سے عدم
سماع موتیٰ ہی سمجھا ہے لیکن جمہور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت عائشہؓ
کی اس بات سے اتفاق نہیں کیا کہ ان آیات سے عدم سماع موتیٰ ثابت ہے بلکہ وہ
سماع موتیٰ کے قائل ہیں یعنی ان کے نزدیک ان آیات سے سماع موتیٰ کی نفی نہیں ہوتی چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے
ہیں وقد خطأ الجمهور فی ذلك وقبلوا حديث ابن عمرؓ لموافقته
ما دلت عليه الاحاديث الصحيحة کہ جمہور نے اس میں حضرت عائشہؓ کی مخالفت
کی ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کو قبول کیا ہے کیونکہ دوسروں کی روایت بھی
اس کے موافق ہے۔

اور حضرت مولانا محمد علی مونگیری (المتوفی ۱۳۴۷ھ) لکھتے ہیں۔

وعارضه عائشة بعض تلك الاحاديث — (حضرت عائشہؓ کا سماع موتیٰ کی بعض احادیث
فاعتقدت انه على عمومه وخصه — کو رد کرنا جو جمہور صحابہ کرامؓ اور بعد کے
جمهور الصحابة وغيرهم وقالوا — حضرات نے ان کی اس بات کا اعتقاد نہیں کیا بلکہ
ان قوله تعالى وما انت بمسمع — اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اے نبی تو نہیں سنا سکتا
من في القبور نفى عنه السماع — مُردوں کو تو اس سے سماع کی نفی ہے سماع

یہ دلیل قوی علی نفی سماع
لیتب وہ کہ وفہمہ وبالفہ
لامن الکتب وروی من سنۃ
بل سند صحیحۃ صریحۃ
دالۃ علی خلو نہا بالا

کی ہیں (پھر یہ) اور حلاوہ کہ مردے
کہ کوئی ایسی کتاب رسمت سے مرنے کے
سماع اور کسی خبر اس کے خلاف ثابت
کی ہی پر دلیل نہیں کہ صحیح اور صریح سند یا
ثبوت کی اس کے لیے ضرورت ہے

(عمدۃ الرعایۃ ص ۲۵۲ ج ۲)

حضرت مولانا عبدالحی حقانی (متوفی ۱۳۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ

ان آیات میں کوئی عدم سماع موتی کا شائبہ بھی نہیں ہے جس سے ان سے استدلال کرنا بے فائدہ ہے (تفسیر حقانی ص ۴۱)

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب (متوفی ۱۳۹۶ھ) فرماتے ہیں کہ

ان تینوں آیتوں میں سے کسی قابل نظر ہے کہ ان میں کسی بھی یہ نہیں فرمایا گیا ہے کہ مُردے
سکتے بلکہ تینوں آیتوں میں نفی اس کی کی گئی ہے کہ آپ ان کو سنا سکتے ہیں اس سے یہ
وعوان کو مقید کرنے سے اس طرف واضح اشارہ نکلتا ہے کہ مُردوں کو سنانے کی
صلاحیت ہوتی ہے مگر ہم اپنے ارادہ سے ان کو نہیں سنا سکتے ۔ حضرت مفتی
ص ۵۹ ج ۱ ، راغب اصفہانی (جناب نیچری صاحب) کے حوالہ سے لکھتے ہیں ۔ ۱۲ راغب اصفہانی نے
نے جس کے بارے حضرت علامہ سید محمد مرتضیٰ رحمہ اللہ نے روح المعانی ج ۲۰ ص ۱۲۱
و اعتماد علی کلام الراغب فی مثل ذلک ۔ راغب عند المحققین
نزدیک ایسے موقع پر راغب کے کلام پر اعتماد کرنا بہت مرغوب نہیں ۔ ۱۲
ص ۱۲۱ ج ۲ ، اس مقام پر موتی سے مُردے اور سماع سے مراد نہیں ہے بلکہ

لکھتے ہیں چنانچہ وہ کرنے کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

تیسرا معنی قوت عاقلہ کا زائل ہونا ہے اور یہ اس
سے ہے جیسا کہ کفار اور وہ شخص جو مردہ دل ہو (یعنی جاہل)
تحقیق ہم نے سنائے رہ وہ کہ ہدایت علم سے ہو اور
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ
الموتیٰ میں بھی جہالت مراد لی ہے ۔

یعنی اس مقام پر موتیٰ سے مراد وہ جاہل ہیں جو حق بات کو نہیں سنتے اور نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں اور وہ مردہ ہونے کے برابر ہے قوت ان میں نہیں ہے

الحاصل ظاہر جن آیات کریمات سے منکرین سماع موتی کا استدلال ہے سکتا فائدہ حقیقت
وہ ہی ان کے دعوی سے بالکل علیحدہ ہیں اور ان میں عدم سماع کا شائبہ تک بھی موجود
نہیں ہے بلکہ گروہ فریق طرف سے کچھ ہے تو اثبات آیات کریمات سے مُردوں میں سننے
کی صلاحیت ثابت ہوتی ہے اور قرون حضرت معنی ان سے واضح اشارہ نکلتا ہے ۔

حضرت معنی حدیث سے کیا ہی غریب استدلال فرمایا ہے ؟ ۔۔۔

ب کرتا ہے اس کچھ سے میں حیرت آتا ہے کہ گویا جو صورت مُردے کی تصویر بنے سے
۲ تمرکز کیلئے عدم سماعیت کی دلیل بنائی ہے حالانکہ حدیث سماع موتی
کی میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اس کے برعکس سماع موتی کے ثبوت میں احادیث
مرفوعہ اور حضرت سلف کا اجماع اس پر مستزاد ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر
(متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ

حضرت سلف کا اس پر اجماع ہے اور آثار کے

الا تزر عنهم ولا تبت یعرف من زیارة
الی قبرہ ویستانس بہ اھ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۲۸
وکتاب الروح ص ۱۰)

سلام سے معقول ہے کہ وہ وجہ قبر
کی زیارت کرتا ہے (اور) سے سلام کرتا ہے تو
وہ اس کی آواز سے پہچانتا ہے اور اس
کے سے خوش ہوتا ہے۔

اس سے ثابت اور معلوم ہوا کہ حضرت سعد صالحین میں سماع موتی کا مسئلہ اجماعی تھا عدم سماع موتی کے بارے حدیث کے موجود ہونے کا اقرار جناب نیلوی صاحب کو بھی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

باقی رہا ایک خدشہ کہ ان میں کوئی صریح روایت نہیں جس میں لکھا ہو کہ مُردے نہیں سُنتے دراصل بات یہ ہے کہ ایک امر بدیہی کے لیے اگر کوئی دلیل یہاں نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اھ (تسفا المصدر طبع اول ص ۲۵)

اس سے بالکل عیاں ہو گیا کہ جناب نیلوی صاحب کو کھلا اقرار ہے کہ مُردوں کے سُننے کے بارے کوئی صریح حدیث موجود نہیں ہے گویا یہ

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

عرض ہے کہ اگر عدم سماع موتی ایک بدیہی امر ہے تو آپ کو تسفا المصدر مائے حق اور کتاب المسطور میں امر بدیہی کے ثبات کے لیے ادھر اُدھر سے رطب و یابس دلائل اور غیر متعلق حوالے پیش کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اور آپ نے کسی اور امر بدیہی پر رطب و یابس حوالے کیوں جمع نہیں کیے؟ آپ قدم قدم پر عوام کو مخاطب میں رکھتے اور ان کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے اور ان کو گمراہ کرنے کے لیے کمربستہ ہیں اور امت مسلمہ کے اکابر پر سے اعتماد اٹھانا اور ان سے متنفر کرنا اور اپنے سید اور سند کو

خوش کرنا اور ان سے تجربی بیا در مخلق و مدق کسد کرنا ہی آپ کا اولیں مشغلہ ہے مگر سہ

بوقت صبح نوید شبے دہد صادق کہ کرد چہرہ عشق در شب دیجور

(۴) بعض حضرات صحابہ کرام نے اُن آیات سے استدلال جن میں انہوں نے مشرکین کے بارے فرمایا ہے کہ مُردے نہیں سُنتے اُن کے قول اپنے مقام پر برحق ہیں وہ اس سماع کی نفی کرتے ہیں جس پر عرف عام میں کوئی ترتب ہو جو کہ مُردوں کے سُننے پر کوئی ثمرہ مترتب نہیں ہوتا اس لیے انہوں نے فرمایا کہ مُردے نہیں سُنتے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کفار اور مشرکین کے بارے فرماتے ہے

فَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ (پ ۲۳ ثم الصفت ع ۱)

پس جہاں میں فرمائے وہ بہت لوگ سنتے نہیں (ترجمہ از شیخ الہند)

اس سے معلوم ہوا کہ زندہ کافروں کی اکثریت نہیں سُنتی اور یہ نفی قطعی ہے ہاں

اور نیز ارشاد ہے

وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ (پ ۹ الاعراف رکوع ۱۳)

اور ہم مہر کر دیں گے ان کے دلوں پر سو وہ نہیں سُنتے (ترجمہ شیخ الہند)

اس آیت کریمہ سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ زندہ کافر نہیں سُنتے کیا سچ مچ اس کا یہی مطلب سمجھ لیا جائے کہ زندہ کافر نہیں سُنتے؟ اور کیا اس کے لیے کوئی تحقیقی بات ہے؟ پاکستان کے کونے کونے میں ہر تقریر میں صرف یہی بیان کیا جاتا ہے کہ لوگو زندہ کافر نہیں سُنتے اور بیان کرنے والا یہ کہے کہ میں عالم قرآن کریم اور سبع سماوات میں نفی قطعی پیش کرتا ہوں کہ زندہ کافر نہیں سُنتے اور میں کہتا ہوں کافر مشرک یہودی ملحد و مبتدع ہے کیا یہ قرآن کریم اور دریں کی عدست ہوئی مطلب تو بالکل واضح ہے کہ کافر

سن کر قبول نہیں کرتے اور مانتے نہیں اور اس سے انتفاع نہیں کرتے درستی کی ایک
کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ	مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مُردوں کو زندہ
وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ	کریگا اللہ پھر اس کی طرف لائے جاویں گے
يُرْجَعُوْنَ (پ۷۔ الانعام رکوع ۱۶)	(ترجمہ شیخ ہند)

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یعنی سبب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں گے جن کے دل کے کان مرے ہوئے ہیں وہ سنتے
ہی نہیں پھر مانیں کس طرح؟ ہاں یہ کافر جو قلبی اور روحانی حیثیت سے مُردوں کی طرح ہیں
قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے اور ان چیزوں کو مانیں گے جن کا انکار کرتے تھے
بلفظہٖ (فوائد عثمانیہ ص۱۷۰)

اس سے معلوم ہوا کہ کافر ظاہری اور حسّی کانوں سے بہرے ہیں اور دوسرے مقام پر
ان ہی زندہ کافروں کو صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ کہہ کر بہرے میں گونگے ہیں اندھے ہیں سے
تعبیر کیا گیا ہے ان دل کے کانوں سے بہرے ہیں کہ وہ دل کے کانوں سے سنے تو
حق کو قبول کرتے اور مانتے حسّی زندہ کافروں اور مُردوں میں وجہ تشبیہ عدم انتفاع
اور عدم قبول سے نہ کہ عدم ادراک جیسا کہ بعض علمی ادھان سمجھتے ہوئے دیتے ہیں
قرآن کریم کی مختصر تفسیر جلالین شریف میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں ہے۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ دَعْوَتَكَ فِي الْاِيْمَانِ	وہی لوگ تیری دعوت الی الایمان کو قبول
الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ سَمَاعَ تَفَهُّمٍ وَ	کرتے ہیں جو سمجھ کر اعتقاد کے ساتھ
تَدَبُّرٍ وَالْمَوْتٰى اَيِ الْكُفَّارَ	سنتے ہیں اور مُردوں کو اللہ آخرت میں اٹھائے گا

ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ فَيُجَازِيْهِمْ	کفار کو اللہ تعالیٰ نے مُردوں سے تشبیہ دی
بِكُفْرِهِمْ	سماع کے نہ ہونے میں دی ہے

(تفسیر جلالین ص۱۴۲)

یہاں کفار سے مطلق سمع کی نفی نہیں بلکہ سماع تفہم و اعتبار کی نفی ہے اور سماع تفہم و
تدبر وہی ہو سکتا ہے جس پر ایمان لانے اور قبول کرنے کا ثمر مرتب ہو طریقۂ علم اس نکتہ کو ملحوظ
رکھیں کہ جلالین میں وجہ تشبیہ فی عدم السماع نہیں بلکہ فی عدم السماع معرف باللام ہے اور
اس سے وہی سماع مراد ہے جس کو وہ خود پہلے سماع تفہم و اعتبار کے الفاظ سے بیان
کر چکے ہیں چنانچہ شیخ سلام اللہ صاحب دہلوی فی عدم سماع کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

فی ھذا السماع ای عدم السماع الذی	یعنی ان کو ایسا سماع نہیں جس پر ایمان اور
یترتب علیہ الاثر من الایمان	ماننے کا ثمر مرتب ہو۔

وکلمہ ھذا کما لا یخفی علی المتامل ص۱۳۔

غرضیکہ اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے جن لوگوں نے جن میں جناب سیدی صاحب
بھی دیکھے شعار الصدور ص طبع اوّل۔ مطلق سماع کی نفی سمجھی ہے غلطی کی ہے اوّلاً تو
اس لیے کہ علم عربیت کے لحاظ سے مشبّہ اور مشبّہ بہ میں وجہ تشبیہ ایک ہی ہوتی ہے تو
ان لوگوں کے دعوے کے مطابق اگر مُردے مطلق سماع سے محروم ہیں تو زندہ کافروں کو
بھی مطلق سماع سے محروم تصوّر کریں والحاصل یہ دونوں اس لیے کہ صاحبین جلالین اس
مقام پر سماع کا معنی سماع تفہم و اعتبار کرتے ہیں اور اسی لیے آگے السماع میں لفظ لام
عہد کا استعمال کرتے ہیں تو اس سے وہی مقیّد سماع مراد ہے جس کا وہ خود تذکرہ کرتے
ہیں لہٰذا اس کو مطلق سماع پر حمل کرنا توجیہ مقبول بلا یرضیٰ بہ قائلہ کا مصداق ہے

اور وہ خود دوسرے مقام پر رقمطراز فرماتے ہیں کہ

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ	کیا پس تو ۔ ۔ ۔

باب دوم

کیا حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ باطل فرقوں کا ہے

جناب نیلوی صاحب نے عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لئے (کتاب السطور ص۲۲ و ص۲۳ میں حیات نبی کا عقیدہ مخالفوں کا ذکر ملت البیضاء ص۲۰ میں ہے کہ بعض مخالفوں نے کہا اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیغمبر ہی ہوتے تو کبھی موت ہی کیوں آتی۔ در ص۲۱۶ تا ص۲۱۷ میں در نفس کا کر اصوں کا کتاب لمحہ ص۲۱۹ در حیات المقتول ص۲۱۲ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کو جھانک کر دیکھے کہ کہیں دیکھے والا آپ کو قبر شریف میں کھڑا نماز پڑھتے یا بعض روایات میں حضرت کے ساتھ صحبت میں مشغول پائے محصلہ) اور ص۲۱۸ میں غنیۃ الطالبین ص۲۱۶ اور الملل والنحل کے متعدد حوالوں سے یہ لکھا ہے کہ حضرات ائمہ کی وفات نہیں ہوئی اور امام جعفر صادق تو فوت نہیں ہوئے وہ زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے اٹھ کھڑے ہوں گے اور امام محمد بن حنفیہ زندہ موجود ہیں اور عبداللہ محض ثانی زندہ ہیں اور محمد بن عبداللہ قبر میں کیسے زندہ ہیں اور حضرت حسن بن علیؓ کے لئے شیعہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ مرنے سے فوت ہی نہیں ہوئے اور دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہو گئے ہیں اور مغیریہ فرقہ کہتا ہے کہ محمد

بن علی فوت نہیں ہوئے وہ آسمان کے صفدر میں اور وہ واپس آئیں گے اور جریریہ فرقہ کہتا ہے کہ جب انسان کمال کو پہنچ کر مرجاتا ہے تو سڑتا نہیں بلکہ عالم ملکوت کو پہنچ جاتا ہے اور اسماعیلیہ فرقہ کہتا ہے کہ اسماعیل بن جعفر صادق فوت نہیں ہوئے اور راوندیوں کا ایک فرقہ کہتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر زندہ ہیں نہ مرے ہیں اور نہ مریں گے (راصوں کا فی ص۵۵ میں ہے کہ ائمہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں (محصلہ)

اور ص۲۱۹ میں حیات الانبیاء کا عقیدہ معتزلہ جہمیہ رزمطلہ کا بتایا ہے اور پھر حافظ ابن قیمؒ کے قصیدہ نونیہ سے ان کا رد نقل کیا ہے۔

ھ ولو کان حیا فی الضریح حیاتہ قبل الممات لصین ما قد تقولا وھا کان تحت الردم من قد تقولا ھ یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر میں بغیر کسی فرق کے کسی طرح زندہ ہوتے جس طرح دنیا میں زندہ تھے تو ان کے ترکے نہ بٹتے بلکہ اوپر دبے رہتے اور ص۲۲ میں احمد رضا خاں صاحب کے فتاویٰ حجویہ ص۲۶ در ملفوظات ص۲۶ سے یہ عقیدہ نقل کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور میں حیات حقیقی جسمی دنیاوی ہے اور وہ روح مطہرات سے شب باشی بھی کرتے ہیں (محصلہ) اور ص۲۲۳ میں قاریانیوں کا اور ص۲۲۴ میں ہندوؤں کا یہ عقیدہ بتایا ہے کہ وہ حیات الانبیاء کے قائل ہیں (محصلہ) مگر یہ سب کچھ جناب نیلوی صاحب کا دجل اور تلبیس ہے اور سراسر بددیانتی اور حقیقت ناشناسی کی دلیل کا یہ دعویٰ ہے چاہتے ہیں کہ حیات الانبیاء کا نظریہ باطل فرقوں کا ہے حالانکہ ان باطل فرقوں میں بعض تو وہ ہیں جو سرے سے حیات کے قائل ہی نہیں جیسا کہ ان کے حوالوں سے عیاں ہے اور ان کی بعض عبارات کے ترجمہ میں قبر کا لفظ جناب نیلوی صاحب نے اپنی طرف سے داخل کر کے صریح دھوکہ دیا ہے اور ان میں بعض فرقے قبر کی حیات کو بھی تمام

[illegible] کے ساتھ ہنستے ہیں جو دنیا میں تھے یہاں تک کہ روح مطہرت سے ہمسترں کے بھی [illegible] ہیں کہ رقص اور عالم صاحب کے حوالے سے انہوں نے نقل کیا ہے۔ جب کہ اہل حق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کو مثل "مَنَامٌ" کے مطابق قطعی مانتے ہیں اور قبر کی زندگی کو جو عارضہ روح کی رجعت جیسا کہ صحیح حدیث [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم مولوی سرفراز صاحب بدایت خود میرے ساتھ مناظرہ کریں یا مباہلہ کریں یا مناظرہ اور مباہلہ دونوں کریں اس لیے کہ اس دنیا سے انتقال کیے ہوئے قبر میں وہ کتنے ہی حیاۃ النبیؐ کے قائل ہیں میں کہتا ہوں وہ یہ ہیں بلکہ اس حدیث پر عقیدہ سے جو مجھے وہ جھوٹا ہوگا۔

شمس الدین ۸۵-۵۔

راقم اثیم نے اس کا یہ جواب عرض کیا

قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَقال اللہ تعالیٰ وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تکرہوا اموتاکم الخ

الی محترم المعارف جناب مولانا قاضی شمس الدین صاحب موصوف، سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا چیلنج بیل کے عنوان سے نظر سے گزرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی سرفراز صاحب بدایت خود میرے ساتھ مناظرہ کریں یا مباہلہ یا مباہلہ اور مناظرہ دونوں کریں اس لیے کہ اس دنیا سے انتقال کیے ہوئے قبر میں وہ کتنے ہی حیات دنیویہ سے میں کہتا ہوں دنیویہ نہیں بلکہ اس حدیث پر عقیدہ ہے جو مجھے وہ جھوٹا ہوگا۔ شمس الدین ۸۵-۵-۱۰ (انتہیٰ ملخصاً)

الجواب آپ کے چیلنج کے الفاظ پڑھ کر سخت حیرت ہوئی اور اس کی آپ کے تحریروں سے ٹوٹل سٹیٹ کاپیاں تیار کر کے ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش کی اور رات کو جلسہ میں جناب شاہ صاحب گجراتی، جناب مفتی صاحب نے اس کی خوب خوب تشہیر کی ہے اور انتہائی بدعملی کی وہ بیسی ڈیمانگیں ہیں وہ تو ہی

کی ہے کہ تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور اغلب ہے کہ آپ کو متعصب اور خدا تعالیٰ خوف کی ریزہ کی سب باتوں سے خاص اندھیرے میں رکھیں گے جیسا کہ ان کی فطرت اور آپ کے مزاج سے بالکل عیاں ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کی شرافت، سادگی، نرمی اور بردباری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور اب بھی کمر باندھ کر اس کے پیچھے ہیں جدا کرے کہ آپ ردّ کے آخری دور میں ہی اس سے آگاہ ہو جائیں۔

مکرم آپ نے اس مسئلہ میں مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج کیا ہے جس میں میرا اور میرے کا رکا، اور آپ کا صرف نقلی نزاع ہے میں نے تسکین الصدور، سماع الموتیٰ اور الشہاب میں اس کی بحث اور وضاحت کر دی ہے کہ ہماری مراد حیات دنیویہ سے صرف یہ ہے کہ آپ کی روح مبارک کا اس جسد اطہر سے تعلق ہے جو دنیا میں آپ کا جسم مبارک تھا یہ حیات، تو صرف روحانی ہے اور جسم مثالی کے تعلق سے ہے جیسا کہ بعض اولیاء اور شہداء کو ہے لیکن یہ حیات اہل دنیا کے ادراک و شعور سے بالاتر ہے اور لا تشعرون کا مصداق ہے اور حضرت موتیٰ کا یہ حوالہ تسکین الصدور ص۲۶۸ طبع دوم میں موجود ہے اور کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو ہم احیاء دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتے ہوں یہ نہیں کہ مثل شہداء ان ابدان کو چھوڑ کر روحانی سے تعلق ہوتا ہے اور طائف قاسمی ص۱۰۲ اور تسکین الصدور ص۲۶۲ کے حاشیہ میں حاشیہ تعلیم القرآن نومبر ۱۹۵۹ء ص۳۹ کے حوالے سے لکھا ہے۔

اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ وہ حیات دنیا کی سی ہے یعنی مع الکل ہے صرف روحانی نہیں جو تمام موتیٰ کو بھی حاصل ہے جن کے اجسام مٹی ہو چکے ہوں الخ اور تسکین الصدور ص۲۶۸ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی عبارت میں نقلی حیی کی

تشریح کرتے ہوئے راقم نے لکھا ہے۔ الغرض جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام
دنیا میں اپنے تمام اعضاء ظاہرہ میں حیات کے آثار محسوس ہوتے تھے، اور اسی معنی
سے قبل یہ عبارت موجود ہے جس طرح دنیا میں یہ تندرست، سالم روح کا اثر تمام
اعضاء میں محسوس کرتا ہے بخلاف معلوج اور مشلوں کے کہ فالج کی وجہ سے ان کے جوارح
عارف اور شل ہو جاتے ہیں اگر میں روح نہیں ہوتا، اسی طرح قبر میں جو حیات ان کو حاصل
وہ ان کے حق میں حسی ہے اور اس کے آثار وہ خود محسوس کرتے ہیں مگر اہل دنیا کو اس کا
احساس و شعور نہ ہونے کے اس معنی میں عدم و فقدان کوئی حیات معلوم نہیں ہوتی۔ اور
اور ہم نے شہاب الیقین ص۳۷ میں لکھا ہے کہ حیات دنیویہ کا یہ طلب حضرت کے
نزدیک ہرگز نہیں کہ دنیا کی زندگی کی طرح بدن حرکت کے محتاج ہوں، ان کا مشاہدہ ہو
یا کوئی دوسرا اس زندگی کا ادراک و شعور کرے کہ اس کو محسوس طور پر زندگی متعلق اور سالم
حرکت کرتے دیکھ لے۔ اور ہماری مراد حیات دنیویہ سے صرف یہ ہے کہ روح مبارک
کا تعلق جسد مثالی سے نہیں جیسا کہ بعض کا دعوٰی ہے بلکہ یہ حیات دنیوی عنصری جسم سے
متعلق ہے صرف روح یا جسد مثالی کے تعلق سے حیات سے تعبیر کرنے کے لیے یہ تعبیر
اختیار کی جاتی ہے تاکہ دونوں میں فرق نمایاں ہو جائے۔ گو بعض معاصرین آپ حضور
روح کے جسد عنصری کے ساتھ تعلق سے حیات کے قائل ہیں ہم نے تسکین الصدور
میں آپ کی عبارتوں کا حوالہ دیا ہے شاہ کمت کہ تعلیق تفسیح علی مشکوٰۃ تفسیح
ص۳۹ میں ہے وقال بعضہم رجعہ اللہ تعالیٰ ھو الروح مع الجسد
الجسد فیہ روح ۱۲ مقصد اور ص۴۵ میں ہم نے آپ کی کتاب تسکین القلوب
ص۴۶ کا یہ حوالہ بھی دیا ہے جس میں آپ نے اپنی بعض کتابوں میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ روح

حیاۃ قبورھم یصلون لاشک فیہ اور یہ بھی عرض کر چکے ہیں کہ صوفیاء
کرام کے نزدیک یہ عذاب و ثواب قبر اور تألم و تلذذ صرف روح سے تعلق
رکھتا ہے (عمدۃ الکرام میں ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ قبر میں ثواب و عقاب
صرف روح کے ساتھ مختص ہے اور یہ حضرات روح کا تعلق جسم عنصری
کے ساتھ دونوں سے تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ علامہ آلوسی کے حوالے سے یہ بات
پہلے معلوم ہو چکی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ صفدر) اس جسم عنصری سے اس کا تعلق نہیں
ہوتا کہ متکلمین کے نزدیک یہ جسم جو ریزہ ریزہ ہو جائے پھر بھی قبر کے عذاب و ثواب
کا مدار روح میں روح کا شریک ہے اور فتوٰی بھی علماء کرام کے قول پر دینا چاہیے اگر
کسی کو ہماری اس گزارش پر اعتماد نہ ہو اور بدگمانی بدستور رکھیں تو اس کا ہمارے پاس کوئی
علاج نہیں الا بقلہ

مختصر یہ آپ خود انصاف سے فرمائیں کہ آپ کے نزدیک الصاق کسی چیز کا
ہوتا ہے کہ آپ بھی روح کے جسم عنصری کے ساتھ تعلق کی وجہ سے حیات کے قائل
ہیں اور فتوٰی بھی دیتے ہیں اور ہم بھی اسی کو دنیوی کہتے ہیں اور عنصری جسم کے ساتھ حیات
کا اثبات اور تصریح کی ہے کہ یہ حیات اہل دنیا کے ادراک و شعور سے بالاتر ہے اور
اسی مذکورہ معنی میں دنیوی بھی ہے کہ روح کا تعلق بدن عنصری سے ہے۔ اور برزخی
ہونے کی دلیل میں ہے المسند ص۳۰ میں ہے کہ جماعت نزدیک اور ہمارے مشائخ کے
ہاں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا
سے بالکل مختلف ہونے کے ان کو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات برزخی
کی بھی میں بحث کی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے ۱۲ اور اس پر علماء دیوبند کے

چوبیس اکابر کی تصدیقات ثبت ہیں، جن میں حضرت مولانا محمود الحسن صاحب حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب، حضرت مولانا تھانوی اور حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری وغیرہ بھی ہیں۔ آپ کے متعلق مدرس عالم میں طرفین کی یہ رائے لکھی ہے، نزاع تحقیقی، اصالت آپ پر چھوڑ جاتی ہے ہم نے تسکین الصدور ۱۳۷۵ھ میں باہمہ تعلیم المقرآن، اجوبۃ ۱۰۰ مسئلہ کے حوالہ سے ایک فتوی کے جواب میں یہ عبارت بھی نقل کی ہے "درس عام تر سے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم برزخ میں مثل شہداء مکرم شہداء سے بھی علی وارفع حیات برزخیہ عطا فرمائی گئی ہے وہ حیات دنیویہ نہیں مگر اس سے بھی اعلی وارفع اجمل واکمل حیات برزخیہ ہے وہ حیات دنیویہ لیکن اگر کوئی اس حیات دنیوی کے نام سے تعبیر کرے اور آپ کی حیات برزخیہ سے بھی انکار نہ کرے تو اس کو جماعت اہل السنت سے خارج نہیں کرنا چاہیئے" اس عبارت پر پچاس حضرات کے دستخط ہیں اور تصدیق کا عنوان یہ ہے جواب صحیح ہے ان حضرات میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ (۱) سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری (۲) مولانا بصیر الدین صاحب تونسوی (۳) مولانا عبدالرحیم صاحب بہبودی (۴) مولانا ولی اللہ صاحب انبالوی (۵) مولانا غلام اللہ خان صاحب (۶) مولانا محمد طاہر صاحب پنج پیر (۷) مولانا فیض علی شاہ (۸) مولانا قاضی شمس الدین صاحب (۹) مولانا قاضی غلام مرتضی صاحب ساکن ساروی (۱۰) مولانا قاضی عبدالرحمن صاحب (۱۱) مولانا محمد امیر صاحب سرگودھا ملاک (۱۲) مولانا حبیب صاحب سمجار بخاری (۱۳) مولانا قاضی عصمۃ اللہ صاحب۔ ان حضرات میں سے بقی تو سو حضرات ہو چکے ہیں چھ زندہ ہیں (۱) سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری (۲) جناب قاضی شمس الدین صاحب (۳) حضرت مولانا محمد طاہر صاحب پنج پیر (۴) مولانا فیض علی شاہ صاحب

۵) مولانا محمد حسین سمجار بخاری (۶) مولانا قاضی عصمۃ اللہ صاحب۔ ان حضرات سے حیات دنیویہ کی تعبیر کو بھی اہل السنت کا مسلک قرار دیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ محترم! آپ نے ان سب حضرات کو یا ان میں سے بعض کو مبتدع اور مباہلہ کا چیلنج کیوں نہیں دیا؟ کیا اس کا ذکر کے لیے کھلا، اور تحریر تحقیق آپ کو صرف مولوی سرفراز ہی نظر آیا ہے؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ پھر اس حضرت میں آپ کا اپنا نام گرامی بھی ہے آپ کو اس حیات کو دنیوی حیات سے تعبیر کرنے پر جناب قاضی شمس الدین صاحب ساکن سانگلہ ہل کیوں کافر نہیں کہتے، اگر یہ علم میں آتے تو شیشے میں بیٹھ کر مقرر الفاظ آپ کے حق میں مذکورہ مسئلہ میں محترم کے مبتدع اور مباہلہ کا چیلنج، اہل بدعت سود سے کا رفیق اور سستی شہرت حاصل کرنے اور اپنے متعصب و حقیقت ناشناس حواریوں کو خوش کرنے کا ایک ناکام بہانہ ہے

نزاع حقیقی

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بقید صلوۃ وسلام وغیرہ کے سماع کا عقیدہ تعالیٰ اور جماعتی ہے اور اس پر امت کا تعامل رہا ہے اور اب بھی ہے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں مگر قیاد علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں ہے فتاوی رشیدیہ ص ۱۰۰ طبع دہلی اور حضرت مولانا تھانوی فرماتے ہیں کیونکہ روضہ مبارک پر جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بلا واسطہ حضور پر پیش ہوتا ہے اور آپ اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں (امداد المشتاق ص ۱۰۰)

اور ۱۹۶۳ء میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی سرپرستی میں راولپنڈی میں یہ تحریر پیش کی گئی تھی۔ وفات کے بعد بھی کہ یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسد ظاہر کہ بزرخ (قبر شریف) میں تعلق روح بجسد عنصری حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر

حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں

احقر محمد طیب وردوال ولسیدی ۲۲ جون ۱۹۶۲ء

لاشئ غلام اللہ خان۔ نور محمد خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ

محمد علی جالندھری عفی اللہ عنہ

اور آپ نے خود کہیں اقلوب میں صحیح الفاظ میں عند القبر صلوٰۃ وسلام کے سماع کو تسلیم کیا ہے۔

اور دار العلوم دیوبند کے صدر مفتی صاحب کا بایں دیگر حضرات علماء کرام فتویٰ ہے

استفتاء نمبر ۱۹۹۸ یہ عقیدہ رکھنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح وجسد کے

ساتھ علیین میں ہے آپ کا اپنی قبر اور جسد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا آپ کی قبر پر درود

سلام پڑھا جائے تو پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے لیکن آپ سنتے نہیں کیا ایسا عقیدہ صحیح

ہے کہ نہیں، اور غلط ہونے کی صورت میں ایسا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بجسدہ مرتوح اور حیات

ہیں آپ کے مزار کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ

خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں سارے کان نہیں کہ ہم نہیں آپ اپنے مزار میں حیات

ہیں مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا

ہے وہ غلط کہتا ہے وہ باغی ہے ضرب عنقہ والا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے

یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے حدیث میں ہے [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی

من بعد اخبرتہ رواہ البیہقی شعب الایمان مشکوٰۃ باب حب الرسول ص ۲۴۶

وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

سلم ذنب رصوت اللہ تعالیٰ عنہم حدائق فوقہم یصلون رواہ

ابن عدی والبیہقی وغیرہ رشاد السلام ص ۳۴۲ دو حدیثیں نقل کر دی ہیں اس کے

ہیں بکثرت احادیث اور ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو انکار کرتا ہے بدعتی اور خارج

عن السنۃ والجماعۃ ہے غرض پڑھنے والے کو قریب ہی سے پہنچتا ہے اور سر مبارک کے قریب

پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں اور پورے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ السید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند ۱۳ ۵ ۶۵ھ

صحیح دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح حسین احمد عفا عنہ مدرس دار العلوم دیوبند ۲ شوال ۱۳۷۶ھ

الجواب صحیح محمد رسول خان عفا اللہ تعالیٰ عنہ

جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی سے قبل از شرق تا غرب از جنوب

تا شمال پوری امت میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

عند القبر صلوٰۃ وسلام کے سماع کا منکر ہو (عام اموات کے سماع اور عدم سماع کا مسئلہ قدیماً

و حدیثاً مختلف فیہ رہا ہے) اس عقیدہ والا بدعتی بھی ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ سے

...ی خارج ہے اور اُس کے پیچھے نماز بھی مکروہ ہے۔

محترم آپ کی سرپرستی میں تقریریں ہوتی ہیں اور حضرت شاہ صاحب بڑی ہے کی
... ساتھ قادیانی مسلمانوں کو توحید کا شعور، سنّت مشترک اور حدود تک کہ جاتے ہیں
... چپ سادھ لیتے ہیں یا آپ کو ان کی صلاحیت اور ان کی ذہنی
... قوتی بصیرت کے تناظر میں ضروری سمجھتے ہیں۔ [illegible]
... اسلام کے موضوع کے [illegible] قادیانی کی کھلی حمایتوں میں کاروبار میں جس سے ہماری امت
... آپ کے کارکنوں کو اور آپ کی خیر خواہی سے دور ہے سب جو آپ کی سرپرستی کے
... [illegible] آپ کی [illegible] کرتے ہیں آپ کو [illegible] آپ علمی
... [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] کی [illegible]
... [illegible] کی [illegible] سے [illegible]
... [illegible] کی [illegible] سے [illegible]
... [illegible] کی [illegible] سے

صریح دلائل کے سامنے وہ اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتے ہیں اور جناب نیتوی صاحب کی طرح صرف عقلی گھوڑے ہی نہیں دوڑاتے ہے

گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

حیات کے معنے؟ یہ عنوان قائم کرکے جناب نیتوی صاحب لکھتے ہیں کہ لغت، عرف حیات ثانیہ برزخیہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس حیات ثانیہ برزخیہ کا انکار تعلیمات و محکمات کا انکار ہے لیکن حیات کے ساتھ ہی اصولِ دائمی و مسلم سے عنصریہ کی قید بڑھا اور اس قید کو بس کافی کر قرآن مجید میں سے نہ کسی حدیث میں سے نہ کسی صحابی سے مروی ہے نہ کسی تابعی سے نہ تبع تابعین سے نہ کسی مجتہد و امام سے نہ کسی مفسر و شارح سے نہ کسی متکلم و صوفی سے ثابت عرض جس قید کو سلف و خلف میں سے کسی محقق نے ذکر کیا ہو پھر دعووں سے بلا دلیل ثابت کرنا اور اس دعوی بلا دلیل کی دلیل کا مطالبہ کرنے والے کو کہنا ہے دلیل مانگنے کے لئے پہلے قائلہ سے سائل کی تنقی کرنی سائل کو مردِ حیات جیا سمجھ کر کہ کر لوگوں میں بدظنی پھیلانا انہیں لوگوں کا کام ہے ہمیں عرف خدا نہیں سزاوار نہیں لفظ

مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

حیات کہتے ہیں کہ جیتے آدمی جس مکان بدن سے نہیں مرتا جیسے ہی جسد عنصری کا لباس اتار کر جسد مثالی کا لباس پہن لیتے اور دار دنیا سے دار برزخ کی طرف منتقل ہونے سے بھی آدمی نہیں مرتا مگر دنیا والوں کو جاتا ہے اور ان کی آواز نہیں سنتا ہے مگر حق تعالیٰ کے طور پر (بقیہ) پھر مرنے کے بعد حیات کے تعلق روح جسد عنصری کے علاوہ عمر بھر کر گیارہ (بقیہ) کے بعد یا کیے میں آگر گیا تو یہ شرف کا معنوی

پڑھ جیسے اور مولوی احمد رضا خان صاحب کی روح ناراض ہو جس کے ساتھ جناب نیتوی صاحب کا سماع روحانی میں قارورہ ملتا ہے پھر آگے تمام رغب الصدقات کی اصولات رجب ۱۳۲۹ھ کا حوالہ نقل کیا ہے کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ شہداء کی روح قبض کرنے کے بعد بھی ان پر صرف قاضی شہداء اللہ صاحب باقی پتی کا حوالہ منظری صفحہ سے نقل کیا ہے یہی نہیں ہوں ہر عنوں کا شور ہیں تو معلوم ہوا کہ حیات کے معنی ہیں ہمارے ارد نعمتوں کا شعور رکھنا۔

(مصدر کتاب المنظور ۱۲ ۔ **الجواب** جناب یہ سوں صاحب نے جس طرح اس سے کام لیا ہے اس پر بہت سی توجہ ہے اور ہم بھی ہمایت ہی اختصار سے عرض کرتے ہیں غور فرمائیں کرم کا کام ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ (پ ۲ البقرۃ رکوع ۱۲)

اللہ کو ان کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں کو مُردے ہیں بلکہ وہ زندے ہیں لیکن تم کو خبر نہیں (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ (پ ۴ آل عمران - رکوع ۱۶)

اور تو ہرگز ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مُردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات سے ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہوتے ہیں وہ مُردے نہیں ہوتے۔ سب سوں یہ ہے کہ قتل کیا ہوتی ہے؟ اگر شہید کا جسد عنصری قتل کیا جاتا ہے تو روح بھی اس سے متعلق ہوتی ہے اگر جسد مثالی یا روح قتل کی جاتی ہے تو

[illegible] کی حیات بیوی صاحب کے [illegible] کی روح قبل کی جاتی ہے یا جسد عنصری کوئی چیز اس میں [illegible] جسم عنصری ہی قبل یا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق [illegible] وہی اجسام عنصریہ ہی ہوں گے۔ کہ اجسام متبدیہ کس سائنس سے جناب بیوی صاحب یہ دعوے کرتے ہیں کہ بدن عنصری کا ثبوت قرآن مجید سے نہیں [illegible] معلوم کیا تکلیف اجسام دنیا سے جنت میں موجود ہے، [illegible] جسم سے بغیر جسد عنصری کے کیا مزہ ہے۔ کیونکہ [illegible] کرکی [illegible] کہ جس جسم عنصری میں چند روز قبل اسی جسم کی طرف [illegible] جاتی ہے۔

ہم نے حضرت محدث کرم [illegible] تکلیف و راحت کے متعلق [illegible] تکلیف جسد عنصری کے ساتھ ہے۔ جناب بیوی صاحب تیسرا درجہ کر دیتے ہیں ہم تفصیل میں نہیں جاتے قارئین کرام دیکھ لیں تو وہاں ہی ملاحظہ کریں۔ اختصار ہم ایک خط نقل کرتے ہیں حضرت مولانا قاضی محمد اسلم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی سابق سندھ مرحوم کا جو انہوں نے [illegible] کے متعلق تحریر فرمایا تھا۔

ہم اپنی پہلی بحث کتابوں میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ [illegible] قبر اور [illegible] لاتتعلق فیہ [illegible] کرکے [illegible] کرام کے نزدیک یہ عذاب و ثواب قبر اور تمام عذاب روح سے تعلق رکھتا ہے (صوفیاء کرام میں یہ جماعت اس کی قائل ہے کہ قبر میں ثواب و عقاب کا تعلق روح کے ساتھ مشارکت من مثال سے ہے اور یہ حضرات روح کا تعلق جسم عنصری و جسم مثالی دونوں سے تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ علامہ آلوسیؒ کے حوالہ سے یہ بات تسکین الصدور ص ۱۳۶ میں موجود ہے صفحہ) اس جسم

عنصری سے اس کا تعلق نہیں اور مختار کرام متکلمین کے نزدیک یہ جسم خواہ [illegible] ہو یا [illegible] بھی شریک عذاب و ثواب ہوتا ہے اور تمام فقہاء میں دونوں کا شریک ہونا مسلم ہے اور فتویٰ یہی [illegible] ہے قرآن پاک سے قرین [illegible] تسکین الصدور ص ۱۳۶ اور میرزاہد غربی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ

[illegible] حضرت مختار کرام فرماتے ہیں کہ عذاب و
[illegible] راحت دونوں کو ہوتا ہے اور
[illegible] جسم اس میں روح کے ساتھ شریک ہوتا ہے

[illegible] کرام [illegible] صاحب سے توقع نہیں رکھتے اور اس کے اقرار کی [illegible] کرتے بلکہ خود سمجھنے کی کوشش کریں کہ حضرت قاضی صاحب مرحوم تو فرماتے ہیں کہ حضرت مختار کرام متکلمین عظام قبر میں راحت و تکلیف کا تعلق روح و جسد عنصری کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ فتویٰ بھی اسی پر ہونا چاہیے کہ حضرت مختار کرام متکلمین و سلف و خلف محققین کے علاوہ کوئی دوسرا محقق ہے؟ [illegible] ہوتے تو دنیا میں محقق کون ہے؟ [illegible] کا ثبوت قرآن کریم حدیث شریف و حضرت مختار کرام متکلمین عظام سے ہو گیا اس کا انکار کرنا اور یہ سمجھنا اور عوام ناس کو یہ باور کرانا کہ جسد عنصری کا ثبوت قرآن و حدیث اور علماء امت سے نہیں جناب بیوی صاحب کی [illegible] ہی نہیں بلکہ دجل بھی ہے۔ جناب بیوی صاحب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ قرآن کریم صحیح صریح حدیث حضرت محدثین کرام فقہاء عظام متکلمین نیک فرجام سے جن کے اسماء عنصریہ پر آپ کو ناز ہے ان کے مذہب کے ساتھ متمالی کی قید تمام لگا دیجئے [illegible] متمالیہ

ا ہیں کوئی انکار نہیں ہے۔ الغرض قبر میں جسم عنصری کی روح کے ساتھ مشارکت سے حیات
قرآن کریم صحیح حدیث اور حضرات فقہاء کرام اور متکلمین عظام کی تصریح عبارات سے ثابت
ہے اور جسد کا لفظ جب بھی مطلق آئے گا تو اس سے جسد عنصری ہی مراد ہوگی کیونکہ یہی اس کا
فرد کامل ہے جسم مثالی چونکہ لمحہ ثواب و عذاب قبر غیر ظاہر ہے اس لیے وہ دلیل کا محل
ہے جس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے اور یہ عدل و انصاف کے اصول کے بھی بالکل
خلاف ہے کہ گناہ تو کرے جسم عنصری اور سزا بھگتے جسد مثالی۔ دنیا میں کسی ایسی تعلیم
کو برداشت کرے جسد عنصری درمزے لوٹے جسد مثالی یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے

دعائیں ہم نے مانگی تھیں بہاریں غیر نے لوٹیں ۔۔۔ ہمیں تو شاکر گریہ ہے تمہارے یوں جوں ہو

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد ان کے جسد ظاہری کے متعلق کے متعلق سے روح کا تعلق
لطائف قاسمی ص ۳) کیا تیسری صاحب حضرت نانوتوی کے کلام سے یہ مسئلہ متحقق ہو کہ جسد کا کوئی
فرد ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور دنیا میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جسد عنصری
حاصل تھے یا مثالیہ؟ قرآن کریم ہے وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ
رہے۔ الانبیاء ۸) اور نہیں بنائے تھے ہم نے ان کے ایسے بدن کہ نہ کھاتے تھے کھانا (ترجمہ شیخ
یہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کون سے اجساد ظاہری تھے جن کو
حَتَّمَ علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (حضرت سے کہ حرام کر دیا ہے زمین پر جسموں
تیسری صاحب لکھتے ہیں کہ اور آپ کے جسم مبارک کا جسد عنصری ہونا اپنے اپنے محل مقررہ میں
بالکل صحیح سلامت بلا تغیر و تبدل کسی حالت میں بھی اس کا وجود میں آنا ثابت ہے۔
یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسد مبارک کی

رہی کو حضرات رد و بدی سے تعبیر کرتے ہیں ان کی مراد بھی صرف یہ ہے کہ روح طہر کا تعلق اس
جسم مبارک سے ہے جو آپ کو دنیا میں حاصل تھا یہ کہ جسد وجود دنیوی زندگی ہے جس پر احکام
دنیا مرتب ہوں رد و اہل رد کے شعور میں آسکے جیسا کہ سیلوی صاحب مغالطہ کا شکار ہیں کہ
آپ قبر میں زندہ ہیں تو فصل خصومات کیوں نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زندگی دنیوی جسم طہر سے روح مقدس
کے تعلق سے ہے اور ہم اب کر عقیدہ حضرت کے رئیس المحققین حضرت حاجی
نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ) سے سنیے وہ کیا فرماتے ہیں کہ

وقد دھب جمع من المحققین
فی رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم حتی بعد وفاتہ
وانہ لیس بعد وفاتہ فی
رتبۃ واحدۃ مع ان تعلق
الروح الشریف بالجسد
الطاہر باق بحالہ وان
شئت فقل ان حیاتہ
صلی اللہ علیہ وسلم
بعد وفاتہ لیست من
جنس الحیاۃ الدنیا
ورد علیہ ولابن ابی الدنیا

درمختار سے محققین کی ایک جماعت ہیں طرف
گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور بے شک
آپ ہی امت کی دعاؤں سے غنی ہوتے
ہیں اور بلا شبہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ارواح مبارکہ سبیل میں مرتے حالانکہ تعلق روح
شریف اور جسد طہر تو تمام مردوں کے لیے ثابت
ہے اور تحقیق سے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً
روایت ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی بھی اپنے مومن بھائی کی
قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور ایک روایت
میں ہے کہ ایسے مرد کی قبر کے پاس سے جسے

امرجل تقبر بقبر فمر علیہ
علیہ وآلہ السلام وعرفہ
وما مر تقبر لا تعرفہ
رد علیہ السلام وصحح بہ
کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم یخرج الی صحیح من بقیع فیری
یشہد ویرد السلام فی ذات
تعالیٰ حق سبحانہ
یبرزون الی صحیح فیہم متصلۃ
بعضہ تکلیف بالاتباع والتعریف
وقد یکتب فی بعض الاحیان
حب وقد یکتب بعض الاحیان
وصحیحہ ہذا فی صحیح صلی
عز اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم قال مررت بموسیٰ
لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر
وہو قائم یصلی فی قبرہ

رواہ مسلم

رجل تقبر بقبر فمر علیہ
وہ دنیا میں جاتا تھا اور دوسرے مسلمان کو
دوست ہی جانتے اور سلام کا جواب دیتا
ہے۔ اور ان کی روایت میں ہے کہ
جب کوئی کسی کے پاس قبر کے پاس سے
گزرتے جس کو وہ جانتا تھا اور اسے سلام کرتے تو
اس کو پہچان کر جواب دیتے اور اگر وہ
نہیں جانتا تھا تو اسے جواب
کرنے کی تکلیف
کے بعض بعض
تھے اور بعض کے
بعض
بعض
بعض

نما لیت میت لاحیاء
وھی ھد قولہ عزوجل ولا
تحسبن الذین قتلوا فی سبیل
للہ امواتا بل احیاء عند ربھم
ی ھم مثل ما نص روی فی
لاحیاء کثیرۃ فی روح لشہ
والعامل بحیاۃ لاخرویہ
لابدیۃ وردت منصوصا علیہ
بالحیاۃ لتی ھی لعلم وعدم
فی اللہ تعالی یستجیبکم اذا دعاکم لیحییکم وقولہ
یا یھا لذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم
والاحادیث فی ھذا لقرن کثیر ۳۸

سے مرزہ تو رہے حرم دل میں رکھ کر بھی مر جا
دیں گے کچھ دن یہ مصیبت رہو اور اس
معنی کے رد سے اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے کہ
تم مرگز ان لوگوں کو مردے نہ سمجھو جو اللہ تعالیٰ
کے رستہ میں مارے گئے بلکہ وہ زندے ہیں
اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں دوسرے مومنوں کے لئے یہ بشارت
احادیث کثیرہ میں شہداء کی روح کے متعلق
آئی ہے اور پانچواں معنی حیات آخرویہ ابدیہ
ہے اور اس کا علم اس حیات کے ذریعہ
رسائی ہوتی ہے جو علم وعقل سے حاصل ہو
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ
اور رسول کا حکم اور جب اللہ اور رسول تمہیں
کی طرف جس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں
کو اور کافر کے دل کی حکایت کرتے ہوئے
ارشاد کیا کہ ہمیں کسی بات کے
کچھ گے تھے اس حیات سے بھی حیات
آخرویہ مراد ہے۔

پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صرف چوتھے معنی کی حیات ہی حاصل ہے
دوسری حیات کے پانچوں معنی سے محروم ہیں؟ اور کیا شہداء کے ان عنصریہ کو شہید کی حیات

؟ روح کو؟ اور کیا ان سے صرف روح مراد ہے یا بدن بھی؟ اگر حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے بعد حضرات شہداء کو حیات آخرویہ ابدیہ حاصل نہیں تو اور کس کو حاصل ہوگی؟ اور ہم
تمکین لمصدور، سماع موتی، الشہاب الثاقب کے علاوہ اس پیش نظر کتاب میں بھی باحوالہ عرض
کر چکے ہیں کہ بعد از وفات حیات عادۃ الارواح الی الابدان العنصریہ کے طریق سے حاصل
ہے گو وہ اہل دنیا کے شعور و ادراک سے بالاتر ہے یہی صحیح عادیت کا معاد ہے اور یہی
حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کا ارشاد ہے اور اسی پر اہل السنت والجماعت کا اتفاق ہے حضرات
شہداء کے ان عنصریہ سے ان کی روح کا تعلق قائم ہوتے ہوئے ہی ان کی ارواح سرسبز
قالبوں میں سوار ہو کر جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی پھریں اس میں شرعاً کیا اشکال ہے؟
اور اس طور (قالبوں) کے ساتھ ان کی روح کا ایسا ہی تعلق ہے جیسا کہ موتی اور میرے صداق
میں دیئے جاتے ہیں یا تعلق ہے کہ لوگ ہوائی جہاز یا ریل کار وغیرہ میں سفر کرتے ہیں مقدم
الذکر تعلق جیسا کہ روح کا بدن دنیوی کے ساتھ تدبیر کا تعلق تھا (خلاصہ ہو معلمات حاشیہ
ترمذی ص۱۹۱) اگر جناب نیموی صاحب حضرت امام رغب کا پیش کردہ معنی حل کر لیتے
اور آگے حیات کا جو معنی بھی ساتھ نقل کر دیتے اور شہید کا معنی بھی لکھتے تو حقیقت
حال آشکار ہو جاتی مگر انہوں نے اسی میں خیر سمجھی کہ معنی نقل کیا جس سے حیات
کے چوتھے معنی کی خصوصیت واضح ہوتی ہے اور پانچواں معنی نقل کیا اور شہید کا مفہوم
یوں کا کا نقل اور شہید کس کو کہا جاتا ہے؟ مگر اور کر سکتے ہیں کہ مجھے اپنے مطلب کے لیے
(نصر لنو نصت ہوا) کا صدر ہی درکار ہے سیاق و سباق سے مجھے کیا غرض؟ ؎

ہے کے لب پہ رہنے کی باتیں ہری دکھ بھری داستاں میرے دل میں

شیر سلطان کا حوالہ۔ جناب نیموی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ

لے امرات کے معنی لکھے ہیں۔

امواتٌ غیر مشتقٍ من لفظ وصف وتصریفہ یعنی مردہ

اور نعمتوں کا شعور نہیں لا

الموت [illegible] کی کمی اور زندگی کی علامات [illegible] ایک خلا سے [illegible]
[illegible] کا مصداق ہے کہ شہید کے جسم پر [illegible] موت
[illegible] بالکل محروم ہیں [illegible] کی [illegible] سے [illegible]
[illegible] قسم کا ہے۔ وہ تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل [illegible] اور تم ہرگز یہ مان کر کہ [illegible]
[illegible] اللہ کے راستہ میں شہید کر دیے
[illegible] بلکہ وہ زندہ ہیں

بالکل ظاہر ہے کہ شہید کی روح قبض کی جاتی ہے [illegible] بلکہ اس کا جسد عنصری قتل کیا جاتا ہے اور رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں وہ مُردے نہیں بلکہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے [illegible] ان کو مُردہ کہتے ہیں جب یہ یقینی امر ہے کہ رب تعالیٰ کا ارشاد [illegible] نیلوی صاحب کا خود ساختہ نظریہ؟

وہ یہ ہے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ [illegible] اور جو لوگ اللہ کی راہ میں [illegible]
امواتٌ بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون ۝ [illegible] مگر تم [illegible] نہیں سمجھتے

[illegible] کریمہ میں [illegible] زندوں کی صفت [illegible] ذکر شدہ کی [illegible]
[illegible] ہے [illegible] اگرچہ شہید قبر [illegible] میں [illegible] مگر نہیں سمجھتے۔
مگر [illegible] نیلوی صاحب [illegible] کہ [illegible] وہ [illegible] شعور شہید کی صفت
[illegible] ہے۔

[illegible] کا مفعول [illegible] کی صفت
[illegible] اور [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو
[illegible] مُردہ [illegible] کا شعور [illegible] بلکہ وہ زندہ ہیں [illegible] تعالیٰ
[illegible]

[illegible] کی [illegible] صاحب کی یہ قرآنی
[illegible] [illegible] قرآن میں [illegible] تعالیٰ کا [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ذلك كما مثل وهض روح
الكفار في حين ومع ذلك لكل روح
[illegible]
لابد [illegible]
وبهذا الاتصال يصدان يدعى
على الانسان المجموع المركب من
الجسد والروح فقصده من
الجنة او النار ويحس اللذة
والالم ويصح سلام الزائر ويجب
[illegible]
بالكتاب والسنة ۱۲

اور کفار کی ارواح اٹھکانا اگرچہ ہے لیکن ہاں
ہر ہر ایک روح کا اثر جسم سے جو قبر میں ہے
تعلق ہے جس کی حقیقت کو پروردگار کے کوئی
[illegible] میں جانتا اور اسی اتصال کی وجہ سے
درست ہے کہ انسان یعنی جسم اور روح دونوں کا
مجموعہ ہے اس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ بنایا
کیا جائے اور وہ لذت یا دکھ محسوس کرے اور
زیارت کرنے والے کا سلام سنے اور منکر نکیر
کو جواب دے اسی طرح کے اور امور جو ثابت
کتاب و سنت سے ہو چکا ہے۔

(تفسیر مظہری ص ۱۲۲ ج ۱۲)

غور فرمائیں کہ حضرت قاضی صاحب تو شہداء کے اجساد عنصریہ کی حیات کے قائل ہیں کہ
زمین نہ تو ان کے اجسام کو کھاتی ہے اور نہ ان کے کفن کو کیونکہ جو جسم کھانے کے لائق ہے
وہ جسد عنصری ہے مگر حیرت ہے کہ کسی بھی فاضل نے کبھی نہیں چوں چرا تک بھی نہیں کی
اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

وللشهيد لا يبلى في القبر وبأكله
الارض وهذا من آثار حياته

اور قبر میں شہید بوسیدہ و سیر نہ ہوتا اور نہ اس
کو زمین کھاتی ہے اور یہ بھی اس کی حیات کے
آثار میں سے ہے۔

(تفسیر مظہری ص ۱۲۲ ج ۱)

اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ شہید کا جسم عنصری ہی قتل کی حالت میں اسی کو
قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اسی کو زمین نہیں کھاتی نہ وہ بوسیدہ ہوتا ہے اور یہ اس کی حیات
کے آثار ہیں جناب نیلوی صاحب کا منکر حیات ہونے کے باوجود بھی جسد عنصری کے تعلق سے حیات کا تصور اب بھی نہیں کر سکتے جس کی وجہ حیات آپ
اس کی روحی تاویل بلکہ تحریف کرتے ہیں کہ اس حیات سے جسد عنصری اور روح کی برزخی حیات
مراد ہے۔ لیکن قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور اہل السنت والجماعت کا صحیح نظریہ اور حضرت
امام ابو حنیفہؒ کا فقہ اکبر میں درکشن فتوی ان پر ضرب کاری ہے لہذا آپ کا تاویل کرنا کوئی
اہمیت نہیں رکھتا

وحیات، حضرات انبیاء کرام اور شہداء علیہم الصلوۃ والسلام کا تو معاملہ ہی بہت بلند ہے
حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب عامۃ المومنین اور کفار کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ

ان مقر روح المؤمنين في
عليين وفي نسمة السابقة وهي

بے شک مومنوں کی روح کا ٹھکانا علیین اور
آسمان اور کسی دوسری جگہ ہے جب کہ یہ

دشمنوں کے ساتھ میرے دوست بھی ہیں ۔ دیکھتا ہے کھینچتا ہے گھر پہ تیر کوں ،

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

یُرْزَقُوْنَ من بعضہ ۔ شہدا کو جنت سے رزق دیا جاتا ہے اور یہ امر

لکن لہم احیاء (تفسیر ظہری صفحہ) ۔ ان کے زندہ ہونے کا پتہ دیتا ہے

غرضیکہ حضرت قاضی صاحبؒ کی توضیح کے بعد حضرت شہداء کی حیات جسمانی و عنصری کو جس کرنے میں اور ان کے لیے جنت سے رزق ملنے کے شعور کو ثابت کرنے میں کوئی حجاب نہیں

وجہ اشتباہ و مغالطہ

اس کے بعد وہ اصل وجہ سامنے آتی ہے جس نے بعض اہل علم کو اس مغالطہ میں مبتلا کیا ہے کہ چونکہ قبر میں شہید وغیرہ کو بھی ہمیں جسد سے متعلق ہونا محسوس نہیں ہوتا اور اس کا شعور و احساس نہیں ہوتا ہے اس لیے حیات جسم عنصری سے متعلق نہیں بلکہ روح سے متعلق ہے اور یہی نظریہ حضرت یثربی صاحب نے اُن سے چرایا یا اتفاقاً ملتا جلتا ہے اور اسی نظریہ کا اظہار حضرت قاسمی صاحب یوں کرتے ہیں

ولکن لا تشعرون بہ بسبب ۔ لیکن تم شہداء میں اس امر کا سبب یہ ہے کہ

علی ما ہو المعہود من ۔ ہمارے حواس جن کا کہ ہمیں عادتاً

حس ما یحسہ کل احد و ۔ احساس ہوتا ہے اور جس سے ہر شخص

انما ہی امر لا یدرک بالفہم و ۔ کام لیتا ہے وہ ایسی چیز ہے جس کا ادراک

لا بالحس بل بالوحی او بنورانیۃ ۔ صرف وحی سے ہوتا ہے یا فراست صحیحہ سے جو

الصحبۃ مقتبسۃ من انوار ۔ حق سے حاصل ہو ۔

النبوۃ (تفسیر ظہری صفحہ ۱۵) ۔

اس عبارت میں حضرت قاسمی صاحبؒ نے ان لوگوں کے اس دلیل نظریہ کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ گو حیات تو ہمیں ہے کہ روح کا جسد عنصری سے تعلق ہے تبھی تو اس کا مشاہدہ اور احساس ہونا چاہیئے اور ان کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں تمام انبیاء و اولیاء کی دوسری مخلوق میں متعدد روحانی جسدہ گیا ہے جس سے ان کی حیات ثابت ہے اور اس قسم کے عود اور اعادہ کی بھی کوئی حاجت نہیں کہ روح ان جسم کی طرف لوٹائی جائے جس جسم میں وہ تھی بلکہ وہ جسد عنصری ہی ہے کہ مٹی ہو کر اس کے جس حیات کا شعور و احساس اس قدر زائل ہو جاتا ہے صحیح سے ہوتا ہے جو حیات سے حاصل ہے اور گو اللہ تعالیٰ اہل السنت والجماعت کو فراست صحیحہ حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ حیات کے قائل ہیں اور اس میں ان کا کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ تمہیں معلوم ہے اس پر وہ کس کو مٹی اور اس کی مثال یوں سمجھئے میں بیٹے سفر کا جا کر بیٹھے ہوں یہ حیات ہیں سفر کی مگر ہوا تو وہ سے دور اس روح کا جسم عنصری سے تعلق وقتی ۔

جناب یثربی صاحب کا تو تفصیل کر یہ کہا کہ حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا اس سے ان پر رسموں کا اطلاق ہیں ہوتا اور شہداء کو غسل و کفن کے بغیر دفن کیا جاتا ہے تو وہ رسوم ہیں (غسل، مشکوٰۃ ہیں) اور اس لیے کہ اس پر متواتر ثبوت ہے کہ سب حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا ہے ۔ اور شہداء اس لیے کہ بعض حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ شہید بھی ہوئے ہیں کہ دیں وَقَتَلُوا النَّبِيِّينَ اور وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ اس کا واضح ثبوت ہے اس لیے ان کو تو رسوم تصور کریں ۔ اور شہداء اس لیے کہ صرف اس شہید کو غسل و کفن نہیں

[illegible] جنگ میں مسلمان ہوئے اور وہاں سے [illegible] ہوکر [illegible] اس سے [illegible] پیسے اور [illegible] وغیرہ [illegible] کرکے [illegible] کرکے [illegible] سے تبصرہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو [illegible] وغیرہ

حضرت امام [illegible] فرماتے ہیں

وتلك لسنة ومن [illegible]	[illegible]
معلوم فيه [illegible]	[illegible]
ومن [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

[illegible]	[illegible]
وكفى [illegible]	[illegible]

(از حضرت اللہ [illegible] مالک ۱۲۲۴ھ) سے شہید تھے۔

[illegible] فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] عزوہ [illegible] حضرت [illegible] فرماتے تھے کہ [illegible] فرمایا [illegible] ہوکر [illegible] ۲۲۳ [illegible] حضرت [illegible] آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہید فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] کہ ہماری اور طاعون میں مرنے والے [illegible] کر [illegible] سے [illegible]

[illegible] ۲۲۳ [illegible] ۲۲۳ [illegible] ۲۲۳ [

عنصریہ سے روح طیبہ کا تعلق نہیں وہ ان کے لئے بعینہٖ اسی معنی میں زندہ ہیں کہ دنیا میں تھے
زندہ ہیں اب سوال یہ ہے کہ شہداء کو جو وہ زندہ کہتے ہیں تو کس معنی میں زندہ کہتے ہیں اگر کہیں
زندہ کہتے ہیں جس کا وہ اس بیچ پر پہنچ کر شعور بھی نہیں کر سکتے کہ کسی روح یا جسم سے
تعلق سے تو یہ تو بالکل حق کا مسلک ہے اور جناب نیلوی صاحب تو اس حق مسلک کے پیچھے
سڈے پھرتے ہیں اور اگر اس معنی میں زندہ کہتے ہیں کہ ان کے روح زندہ ہیں تو پھر حضرت
میاں کریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرات شہداء میں فرق کا کیا معنی روح تو سبھی
ہیں پھر شہداء پر زندوں کا اطلاق کیوں اور حضرت میاں کریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ نہیں
کہنا کیونکر درست اور صحیح ہے!

جناب نیلوی صاحب کی اس نرالی منطق اور [illegible] سے
حال دل [illegible] عرس شوق [illegible]

جناب نیلوی صاحب کی یہ منطق بھی نرالی ہی نرالی ہے کہ حضرت میاں کریہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے جسد عنصریہ کو روح کے تعلق کے غیر محسوس تسلیم کرنے میں تو قدرت ہے کہ محسوس ہے
مگر کہاں کے جسد عنصریہ سے روح مبارک کے تعلق سے کہ محسوس سلامت
رہنے میں رب تعالیٰ کی قدرت معاذ اللہ تعالیٰ معطل ہو جاتی ہے کیا اس کی قدرت کا
کاملہ اس طرح نہیں ہو سکتا کہ روح طیبہ کا تعلق ہمارے مبارک سے بھی موجود علیین
سے بھی تعلق برقرار رہے کہ عقل انسانی تو اس مقام میں دنگ و حیرت زدہ رہ جاتی ہے
مگر قدرت الٰہیہ کا ظہور علی وجہ الاتم ہر تاب علیا کر تمام اہل حق اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ
قدرت الٰہیہ اور حدیث صحیحہ کا انکار ہو اور اہل حق کا دامن چھوٹے اور وہ حضرات
کریہ علیہ السلام کے [illegible]

دل ملئے جان جائے قیامت ہی کیوں نہ آئے سب کچھ مجھے قبول ہے مگر تو خفا نہ ہو

نرالی منطق جناب نیلوی صاحب لکھتے ہیں احادیث میں عذاب قبر کے واقعات
اکثر جگہ آئے ہیں اسی روح کے عذاب و ثواب کو بتایا گیا ہے اگر بدن کے
ذرات جہاں بھی منتشر ہو کر پڑ جائیں ہر ذرہ کو عذاب ہوتا ہے گا جو محسوس نہیں بسط
عذاب غیر محسوس غیر شعوری حقیقی عذاب ہوگا کیونکہ حیات بھی غیر شعوری غیر تکیفی ہے اس پر
عذاب بھی ترتب بھی غیر محسوس غیر شعوری ہوگا کما لا یخفی علی [illegible]
[illegible] صفحہ ۲۶ [illegible] اس عبارت میں جناب نیلوی صاحب عذاب و ثواب
کا تعلق روح سے ماننے میں دو نظریہ محسوس بالحاسہ والمشاہدت کے تو صریح منکر
کے خلاف ہے تسکین الصدور [illegible] پھر متصل جو رہی ہے اس غلط نظریہ کا رد کرتے
ہیں کہ بدن کے ذرہ ذرہ کو بدن عذاب ہوتا ہے یا بدن سے ان کی کیا مراد ہے؟ اگر
بدن مراد ہے تو ذرہ ذرہ نہیں ہوتا اور اگر بدن عنصری مراد ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ
عذاب روح کے تعلق کے بغیر ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو ہم نے تسکین الصدور صفحہ ۸۶
میں علامہ میاں شکر سے لکھا ہے کہ یہ قول ہی خلاف ہے اور اگر روح کے تعلق
سے ہوتا ہے تو اہل حق کا قول تسلیم کر لیا جس کے لیے جناب نیلوی صاحب کا دل کسی
قیمت پر آمادہ نہیں ہے ہاں مجبور ہو جائیں تو معاملہ لگ ہے ۔

مجبوریوں پہ شک ہے [illegible] کبھی حسرت اس کے در کا ہے میرے اختیار میں

عجیب شوشہ جناب نیلوی صاحب لکھتے ہیں کہ شہداء پر زندوں کا اطلاق ہو سکتا ہے
مگر میاں کریہ علیہ السلام پر زندوں کا اطلاق نہیں ہو سکتا اس لیے کہ انہیں
کریہ علیہ السلام کی وفات کے بعد کپڑوں سمیت غسل دیا گیا اور کفن دیا گیا اور ان کے

ساتھ شہیدوں کا سا دفن کیا گیا کہ عیسیٰ [illegible] کے عصوم عصر مقدس حاضر کو
ریب تن کپڑوں کے ساتھ دفن کیا گیا ہو [illegible] ریک تحقیق علمی
محمد علیہ سے کسی ایک فرد کا اس [illegible] کے [illegible] سے
ن پرست کا اطلاق درست ہو [illegible] طلاق [illegible] سے [illegible] بطلا

(الکتاب المسطور صفحہ ۱)

اور صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں کہ [illegible] میں [illegible]
[illegible] کمال قدرت [illegible] سے [illegible] کی [illegible]

لجوت [illegible] کتاب [illegible] کرنا [illegible]
پر [illegible] کا اطلاق [illegible] ہوتا [illegible] سے [illegible]
کا شہیدوں کا رتبہ نبی سے بڑھا ہیں

[illegible] صفحہ ۲۷۵ [illegible] طبع [illegible] سے [illegible]
گجراتی [illegible] کرنا [illegible] سے نقل کیا ہے [illegible] عقیدہ [illegible] توحید [illegible] کے [illegible]
علی کرم [illegible] کی تصدیقات [illegible] اور [illegible] خط [illegible] اور [illegible] میں [illegible] عرشدی [illegible]
[illegible] اللہ صاحب [illegible] ہی [illegible] مع [illegible] گجرات [illegible] کو [illegible] علامہ [illegible] سبحان [illegible] صاحب [illegible]
پنج پیر (۵) مولانا قاضی شمس الدین [illegible] مولانا قاضی [illegible] صاحب [illegible] اور [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] مولانا قاضی علامہ [illegible] صاحب [illegible] علامہ [illegible] اور [illegible] حضرت [illegible] قاضی [illegible]

صاحب وغیرہ ہم ہیں اسکے الفاظ یہ ہیں

[illegible] اس عالم دنیا سے [illegible] کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عام لوگوں کی طرح
قبر میں [illegible] کر حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب کے [illegible] سے [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] صفحہ [illegible] مثل سید [illegible] سے [illegible] طبع [illegible] حیات [illegible] رحیہ
[illegible] حیات [illegible] بلکہ [illegible] سے [illegible] طبع [illegible] فصل [illegible] حیات [illegible] رحیہ
[illegible] کرامات [illegible] کرنی [illegible] حیات [illegible] دنیوی [illegible] سے [illegible] کرنے [illegible] آپ [illegible] کی
[illegible] پرستی [illegible] کرے [illegible] اس [illegible] جماعت [illegible] اہل [illegible] سنت [illegible] سے [illegible] خارج [illegible] نہیں [illegible] کرتا
چاہیئے [illegible] سید [illegible] صاحب [illegible] سنہ [illegible] ۳۲ [illegible] مطبع [illegible] شاعۃ [illegible] التوحید [illegible] والسنہ [illegible] کے [illegible]
[illegible] کا [illegible] [illegible] آنحضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے [illegible] لیے [illegible] دنیوی [illegible] حیات [illegible] سے [illegible] بھی [illegible] بڑھا [illegible]
[illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] کرتے [illegible] [illegible] [illegible] حیات [illegible] برزخیہ
[illegible] ہے [illegible] صاحب [illegible] مقبول [illegible] صاحب [illegible] کشف [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] اطلاق [illegible] بلکہ [illegible]
[illegible] کرنا [illegible] علیہ [illegible] صلوٰۃ [illegible] سلام [illegible] پر [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible]

[illegible] کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کہ حضرت [illegible] کر [illegible] علیہ [illegible] صلوٰۃ [illegible] سلام [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] صاحب کا یہ نظریہ کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا اور کفن بھی دیا گیا لہٰذا وہ زندہ نہیں عجیب مغلق ہے کیا کپڑوں سمیت غسل دینا اور کفن دینا موت کی علت ہے؟ کپڑوں سمیت غسل کرنے والے اور لباس عورت یعنی برقعہ کی سفید چادروں میں چلتے پھرتے لوگ کیا سبھی مُردے ہوتے ہیں؟ اور جناب یوسفی صاحب یہ علمی بات بھی ذہن میں رکھ لیں گے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعض خصوصیات بھی ہیں اگر بالفرض سب کے لئے کسی بھی مرفوع اور صریح حدیث سے کپڑوں سمیت غسل دینا ثابت ہو جائے تو یہ بھی انہی خصوصیات میں سے ہوگا یہ موت کی علت نہ ہوگی۔

جیسا کہ انہوں نے بلا وجہ یہ کہہ رکھا ہے اور ہم نے تفہیم صدر وغیرہ میں صراحت کے ساتھ یہ بات عرض کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات [illegible] نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ و اجماع امت سے ثابت ہے وفات کا کوئی کمزور نہیں بعض خصوصیات سے خلط وفات کی تشریح کیسے [illegible] کا بھی نہیں کیا جب کہ حضرت نانوتوی وغیرہ اور جمہور اہل سلام وفات کا معنی انقطاع روح عن الجسد کرتے ہیں اور عمل دیتے اور کفن پہناتے وقت بھی کیفیت موتی سے [illegible] فارغ ہو چکنے کے بعد تیمم بلکہ متواتر حدیث فتحد وجهه في جسده کے مطابق اور حضرت ابوبکرؓ کے ارشاد کے موافق وعادة الروح في الجسد في الدنيا حتى [illegible] اللہ اکبر قبر میں حیات تسلیم کرتے ہیں۔ اور اسی پر صحیح و اجماع ہے جیسا کہ ہم نے کتاب میں بھی متعدد بعض حوالے مذکور ہیں جناب یوسفی صاحب خود مکتوب لمسطور ص۲۵ میں فتاویٰ دار العلوم ج۳ ص۴۷ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "حیات علیہ السلام کی حیات قرآن سے ہے کہ بعد شہادت کی پھر جملہ مومنین و مومنات کی درجہ بدرجہ ورنصوص صریحہ سے ثابت ہے علیہ السلام

[illegible] کی حیات میں [illegible]

اور ص۲۵ میں کفایت مفتی ص۲۹ ج۲ کے حوالہ سے لکھتے ہیں

"حیات کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں [illegible] مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی سے علیحدہ ہے اور [illegible] دوست بزرگوں کی زندگی سے ہے جیسا کہ شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے اور [illegible] کی زندگی سے بایں اعتبار سے تو وہ سب امور میں داخل ہیں [illegible] وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ اس کی صریح دلیل ہے بلفظہٖ

[illegible] سے واضح ہو کہ قبور میں حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی [illegible] حاصل ہے وہ [illegible] علی وجہ کی ہے مگر یہ حیات دنیا کی زندگی سے کم درجہ میں ہے جاتے مگر ہے حیات اور دنیا کے اعتبار سے وہ اموات میں ہیں کیونکہ وہ حیات علی الکیف کے شعور سے [illegible] وَلَا تَشْعُرُونَ ۔

جناب یوسفی صاحب سے جو یہ [illegible] شہداء کا [illegible] سکتا ہے مگر حیات کرام علیہم السلام کا [illegible] نہیں ہو سکتا تو گزارش ہے کہ ہم نے سابق میں نظریہ کی قرآنی [illegible] کفایت مفتی کے صریح [illegible] سے تردید کر دی ہے مگر محروم ہونے کی وجہ سے قاصر ہے ہیں [illegible] کے محروم سرا میں سے

[illegible] ساحل [illegible] جو پہنچے [illegible] سکوں پائے گا ٹھوکر کے مصور سے

خود اپنی تردید

جناب یوسفی صاحب نے تفہیم الصدر میں پیش کردہ بعض حوالوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں وہ یوں کہ ہمارے ہی بعض نقل کردہ حوالوں کو میرا ساکر و حضرات فقہاء کرام و متکلمین اہل سنت کا حوالہ دیکر تحریر کرتے ہیں۔

"قبر کا عذاب یا ثواب محسوس کرنے کے لئے حق تعالیٰ نے صرف اسی قدر حس اور

[illegible] میت میں دیکھا ہے کہ جس مدرسے [illegible] لوگ کی مدد کرتا
[illegible] کی وجہ سے [illegible] محسوس [illegible] کرتا ہے [illegible] اگر
[illegible] اس دعوی پر دلیل [illegible] علامہ [illegible] کی [illegible] جو عامہ
[illegible] حنفیہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
بحقظ [illegible] الکتاب المستطرف ص[illegible]

ظاہر [illegible] ہے کہ [illegible] میت [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

بات کہی جائے تو حضرت مفتی اعظم ہند اہل علم کے سوالوں کے جواب میں بطور مخلص سے یہ جواب لکھ کر کیسے ہیں لیکن روٹ کا یہ تعلق پھر بھی تو ماتحت حسی ہی کے اجزاء سے رہا کہ ہیں مثال کے اعضاء سے کمال تعلق قطع نظر اس کے بے شمار فوائد سے بھی ہوتے ہیں جس کے اعضاء غضروف صحیح و سالم ہوتے ہیں تو ان کی طرف روح کے افادہ میں کمال استعمال ہے، وہ ان کے لیے محبت الہی (رحم گرہ) اور رحمت کے ساتھ حیات کے تعلق کا کیا علیہ درجہ کی ہے، جناب نبوی صاحب نے حضرت امیر کرمانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول اجابت سے اہل بیع سنت بلا خیر اتفاق کر کتاب مسطور صفحہ ۹ میں اجمالاً تسلیم کیا ہے اور صفحہ ۲۱ میں بعنوان قائد کیا ہے سلامت حسار میارہ امت مسلمہ ہے اور حضرت [illegible] صفحہ ۲۶ میں تفسیر طبری کے حوالہ سے کیا ہے کہ روح رویت عقل کی ہے کہ حاسہ قرآن ہو حسم کی قوت محفوظ رہتا ہے اور پھر تفصیل کیا ہے کہ جس سے روح کا یہ حاسہ بھی محفوظ رہتا ہے [illegible] کو نہیں کہتی تو کہ رحمت سے کرم کے سلام نسبت میں محفوظ ہیں ان کی طرف تو عارضہ روحانی کو تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ احادیث متواترہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ حضرت امام احمد بن حنبل اور تمام امت کا عقیدہ و مسلک ہے اور ان سے صحیح اور صریح اقوال سے یہ ثابت ہے۔

جناب نبوی صاحب کی حضرت کی تفریح کیجئے اور مرنے سے قبل ہی صحیح و مستند عبارت سے ثابت فرمائیے کہ ہم حضرت متکلمین اور جمہور امت پر اعتماد کر کے ہیں تو آپ ضرور ہوں گے مگر بیت سے سارے روح حسی اور متعصب لوگوں کو گمراہ کر کے خون

غالب ؎

کی مے قتل کے بعد اس سے حصے تو [illegible] ہے اس زود پشیماں کا پشیمان ہونا

ظلم عظیم

قارئین کرام! اس توہین اور سراسر حیرت ہوتی ہے جناب نبوی صاحب کی تحقیق و ہمت دھری پر کہ وہ موجود ہے درکنار کھا کے احکام کے امت تک میں حیض اور رکت تسلیم کرتے نہیں شرماتے ہیں مگر جب ہی آتی ہے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر کے حسد مبارک کو صحیح سلامت ملتے ہوئے بھی ان کے بدن سے روح مبارک کے تعلق میں ملتے ہوئے روح صحیح غلط بیانی کرتے ہیں۔ کہ ان کے اجساد عنصریہ میں روحیں نہیں ہیں [illegible] صفحہ ۹ پر ہے جناب نبوی صاحب کا حضرت نبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عشق و محبت کا حال واقعہ تو سنئے مگر وہ کر سکتے ہیں سے

گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی — یارو عشق کے ہاتھ سے چھٹ جائیں گے کیا؟

فتوی مفتی اعظم ہند

یہ عنوان قائم کر کے جناب نبوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حضرت اسماعیل ذبیح مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [illegible] صفحہ ۶۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم تمہیں ہی قبور میں زندہ ہیں بلکہ ان کی زندگی دنیاوی زندگی سے بلکہ بڑی اور تمام دوسرے بزرگوں کی زندگی سے بھی بڑھ کر ہے جیسی طرح شہداء کی زندگی ہے [illegible] کی زندگی سے بڑھ کر ہے دنیا کے [illegible] سے [illegible] میں داخل ہیں اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ اس کی صریح دلیل ہے الخ (الکتاب المستطاب صفحہ ۲۵) اس کے بعد کفایت المفتی کے حوالہ سے دو تین فتوے اور نقل کیے ہیں۔

الجواب۔ جناب نبوی صاحب کی حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کی عبارت میں لفظ بعد رحمی زندگی سے کیا مراد ہے، اور وہ اس سے کیا سمجھے ہیں؟ اگر اس کی مراد ہے

[illegible]

[illegible]

یہ سب باتیں حضرت معلی مظلم ہند کی اپنی عبارت میں موجود و مذکور ہیں
جناب نیلوی صاحب خدا نہ دکھائیں کہ آپ کے استاد محترم کیا فرماتے ہیں اور آپ کیا کہتے
ہیں اور آپ اہل سنت والجماعت اور اپنے استاد محترم کے مسلک کو چھوڑ کر حضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسوا اللہ تعالیٰ توہین کے مرتکب بنتے ہیں اور آپ کی توہین کرنا کسی مسلمان
کا کام نہیں ہو سکتا جناب نیلوی صاحب آپ تعصب عناد اور ہٹ دھرمی چھوڑ دیں اپنے اور
اپنے بعض علماء کی اور عظمی اور عوام کالانعام کی گمراہیوں کے ذمہ دار نہ بنیں آپ کی اور آپ کے
حواریوں کی خیر خیر ہی مطلوب ہے کہ بدخواہی سے

کہو یار تمہیں کیا لگے ہے؟ وہ عالم جو مجھے اچھا لگے ہے

مطالبہ۔ بحمداللہ تعالیٰ ہم نے تسکین الصدور وغیرہ میں جو چیلنج کیا تھا اس سے جناب
نیلوی صاحب خوب سمجھ پائے کہ کھلا سا وسیع ہوئے میں مقابلہ کی جرأت
نہ ہوئی ہے نہ ہو سکے گی ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کسے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مرزا
جی شاء علی ملت راکار رقم نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات مگر
پر برزخی حیات کا اطلاق کیا ہے وہ کسی کو اس سے انکار نہیں ورنہ کارروائی باعث
بلاوجہ جناب نیلوی صاحب برزخی حیات کے اثبات کے لیے مفتی اسطور
اور ہمارے حق و فیصلہ میں صفحات کے صفحات سیاہ کر ڈالے ہیں۔ لیکن ان تمام عذرگوں
میں ایک فقرہ بھی ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ و سلام
پہنچتے ہیں سنتے ہیں اور قبر مبارک میں آپ کے جسد طہر کا روح مطہر سے کوئی تعلق نہیں ہے
اگر ہے جناب نیلوی صاحب ہم تو تحریر پر تحریر دیکھ کر ہار گئے کہ ایک ہی جو فقرہ حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات برزخیہ ثابت کرتے ہوں سے صریح الفاظ میں یہ بتا دیں

کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسد اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق
ہیں ہے اور آپ عند القبر صلوٰۃ و السلام نہیں سنتے جان چھڑانے کے لیے یہ لکھ دیا کہ ہیں
مشابہت پر برزخی ہے دنیا کی یہ ہیں ہوتی محض طفل تسلی ہے جس سے کوئی بھی عقلمند مطمئن نہیں ہو سکتا
بات لگی یا نہ لگی تیر تکا ہے

وہم بتاں غنچہ و گل میں سب فرق کیا، رنگ بات ہے کسی روی ک سے کسی روی

بہرحال ہم عرض کر چکے ہیں کہ جو حضرت حیات ہونے کا حملہ لوٹتے ہیں وہ ان
پر لازم ہے کہ یہ بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ہیں ہوئی یا قبر مبارک میں
ہی ان کی حیات سے جو بعد وفات ہمیں بھی کہ ہر امت کو وہ محسوس و مدرک تھی اور دنیوی
زندگی کے عامہ امور رئیس سے دلستر میں ہیں کہ شیعہ، تشیع اور بریلوی حضرات ازواج مطہرات
سے تب و تاب تک کا تذکرہ کرتے ہیں ان کی عمر کی کے ساتھ روی کا اطلاق محض
اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ثابت ہو جائے کہ قبر شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی روح مبارک کا اس جسد اطہر سے تعلق ہے جو ثابت کر دیا ہیں حاصل تھا تو صرف
روح کی حیات ہے اور نہ روح مبارک کا جسد مقدس سے تعلق ہے تو کہ حضرت
صلہ کے اتفاق سے آپ کا جسد مبارک شریف میں موجود و محفوظ ہے تو اس سے
ہوتے ہوئے ہمارا مدعا کیا ہے ہمارا مدعا تو اس کا کوئی سکتے کی
گرفت ہیں کہ جناب نیلوی صاحب آپ حضرت کو اہل سنت والجماعت کی راہ
ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دینے کی کوشش جنگل میں پھینکنے کا نظارہ کھلے بیٹھے ہیں

ہماری لے کے آئے تھے جہاں تم
وہ گھر سنسان جنگل ہو گئے ہیں

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اجساد مثالیہ کا ہمیں [illegible]

اجساد مثالیہ [illegible] جاگیں وہاں وہ ارواح کامرکب ہو سکتے ہیں جیسا کہ حضرت [illegible] کی روح کے لیے بھی کا حفظ ورد ہوتا ہے لیکن ارواح ان میں تدبیر نہیں کرتیں جیسا کہ دنیا میں [illegible] عنصریہ میں تدبیر کرتی تھیں جناب نیازی صاحب نے [illegible] ج، [illegible] میں کلمۂ عاری در [illegible] کی [illegible] کی ہیں حضرت محمد [illegible] کرم سے تصحیح کے ساتھ عشر کی روایت پیش کی گئی تو نیازی صاحب نے بلا [illegible] کہے [illegible] الغش کی روایت استدلال میں پیش کرتے ہیں اور [illegible] ہے جیسے سانپ مر گیا ہو۔ صفدر، تمرین [illegible] اور روح المعانی سے کچھ روایات نقل کرتے ہیں جس سے اجساد مثالیہ کا ثبوت مطلوب ہے اور پھر [illegible] میں سوال و جواب کی صورت میں روح کے جسد مثالی میں داخل ہونے کا اثبات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مجتہد نہیں ہیں یہ اجتہاد کا میدان نہیں رکھتے ہم تو سلف صالحین کی بات کو لے کر اس پر کاربند ہو جاتے ہیں جب حضرت عبداللہ بن مبارک کے عرض کرنے سے میں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان معلوم ہو گیا پھر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سلف و خلف کے نزدیک بھی یہی مسلک صحیح ہے کہ ان [illegible] سے حل کہ روح دوسرے جسم مثالی جسم میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر انکار کی ہمیں کوئی گنجائش نہیں ہاں اگر کوئی پروپگنڈا کرنا ہے تو ہم اس کو مول لینے کے مکلف نہیں (صفحہ ۱۵)

الجواب [illegible] نیازی صاحب کا مصدر اور ترجمہ کیے کہ اہل سنت والجماعت کا متفق و مسلم مسلک جو ثابت کر دیا احادیث متواترہ حضرت [illegible] کرنے اور [illegible] کی تصریحات سے مؤید ہے کہ ارواح کا تعلق قبور میں اجساد عنصریہ سے ہے اور ارواح قبور میں

[illegible] کی طرف لوٹانی جاتی ہیں جھوٹ کر بلا وجہ سلف و خلف کا دامن پکڑنے کی قسم کھائے بیٹھے ہیں درآنحالیکہ متواتر احادیث کا انکار اور غلط تاویل بلکہ تحریف کر کے لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کرنا کہاں کی سچائی ہے [illegible] یہ کار [illegible] مردان چنیں کند۔

دوسرے کی بات یہ ہے کہ [illegible] کی [illegible] کی عظمت و [illegible] بیان کرنے کی [illegible] کرتے ہیں اور ہی حضرت عبداللہ بن مبارک کی [illegible] کرامت روایت کی [illegible] تیری [illegible] کیوں [illegible] راگ پکی میں کیے تو نے دو عالم تہ و بالا

[illegible] صاحب [illegible] ہے کہ [illegible] سے آپ نے سبز رنگ کے پرندوں [illegible] اجساد مثالیہ کا اثبات کیا ہے ان سے آپ کو کیا فائدہ؟ آپ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ روح کا جسد عنصریہ سے کوئی تعلق نہ ہو جس کی وجہ سے قبر میں حیات ثابت ہوتی ہے [illegible] نیازی صاحب کی موت ہے اور قبر میں [illegible] عذاب احیاء سے متعلق [illegible] صاحب کرامات [illegible] متواترہ اور اجماع امت کے [illegible] کا تعلق [illegible] جسد عنصریہ سے [illegible] تو سبز رنگ کے پرندے اور اجساد مثالیہ ارواح کے [illegible] کرنے [illegible] ہو سکتے ہیں جو قبر سے [illegible] کا معاملہ ہے جیسا کہ ہوائی جہاز [illegible] ریل [illegible] کے [illegible] پر سوار ہو کر سیر کرتی ہیں یا گھوڑے وغیرہ کے [illegible] پر سوار ہو کر چلتے پھرتے ہیں جو آپ کے ہاں [illegible] میں داخل کیسے ہے۔

[illegible] کرنی بھی ہے یعنی روح سبز رنگ کے

[illegible] طیور کے پیٹوں (یعنی گدوں وغیرہ) میں

[illegible] (سوار ہو کر سیر کرتی ہیں)

لیکن یہ تعلق تدبیر [illegible] کا نہیں کہ روح اجساد مثالیہ میں تدبیر کرتی ہو، بلکہ محض

سواری وغیرہ کا ہے غرضیکہ ہر ان عنصر پر کے ساتھ روح کا تعلق ہمیشہ سے کوئی مخلص
اور چشمکار انہیں ہے

پا گل سب میں رہاں کی کسے تدبیر کروں؟ دست سہ تہرین کھوسے میری رکھیوں

جناب نیلوی صاحب کی بوکھلاہٹ

حساب نیلوی صاحب نے تکمیل الصدور اور
سماع موتی وغیرہ کے مصنوعہ فرضی صریح

اور صحیح دلائل اور براہین سے بالکل کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرکے اور جوب دقت سر
کر ہی خفت مٹانے کے لیے اس عنوان پر یہ عنایت نامہ لکھا ہے کہ کہیں راقم اثیم کی کتابوں
میں تعارض و تضاد ثابت کرنے کی سے کوشش کی ہے اور کہیں یہ ارشاد فرمایا ہے
کہ فلاں راوی کے ثبت پر عزی کا کلمہ چھوڑ دیا ہے اور کہیں یہ کہ محدثین نے اس پر اس لفظ
کی ثبت ہرج کی ہے اور پھر تکمیل الصدور میں اس سے استدلال کیسے کر لیا ہے یہ کہ
حضرت قتادہ کی اس کلام میں توثیق و تعریف کی ہے مگر سماع موتی میں اس کو مذمتی
اور مذاق کہا ہے اور کہیں یہ کہ بعض کتابوں میں کتب حدیث کے حلیہ اور کو مسترد کیا
ہے اور دوسری کتابوں میں خود ہی اس طبقہ کی روایت سے استدلال ہے وغیرہ وغیرہ

عرضیکہ بجائے تکمیل الصدور اور سماع موتی وغیرہ کتابوں میں نقل کردہ نصوص و دلائل
کے صحیح و معقول جوابات دینے کے راقم اثیم اور راقم کی کتابوں پر بے اعتمادی پیدا کرنے
کے سلبی اور عنادی قسم کے حوالوں کے مذہبات کو یوں اُچھالا ہے کہ اس کی کتابوں میں
تعارض و تضاد ہے کہیں کچھ لکھتا ہے اور کہیں کچھ لکھا ہے اور اس کی کتابیں قابل اعتبار
نہیں لیکن کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں فہم و بصیرت سے بھی موجود ہیں وہ خود ہی فریقین کی کتابوں
کا موازنہ کرکے کھری اور کھوٹی بات کی تمیز کر سکتے ہیں ہمیں کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں

ع عطر آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اور اب تو راقم اثیم اور اس کی کتابوں کی مفروض علاط کو اشتہارات کے ذریعہ
اس کے حواریوں سے ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کی سعی کی ہے اور اس مذمت
دین میں وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور ایک دوسرے پر
داد سے جانے کے ہمہ وقت جوان میں اچھا کرتے ہیں ؎

حسینوں کی وفا کیسی بھلا کیا جو دل آیا تو پھر اچھا برا کیا

ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ زندگی کی تراوش حصص میں جناب نیلوی صاحب کے قائم کردہ
تعارضات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ فی الحال ایک تضاد ملاحظہ کیجیے۔

جناب نیلوی صاحب کا مفروض تعارض

حساب نیلوی صاحب نے اپنے حواریوں کو تکمیل الصدور وغیرہ راقم اثیم کی
کتابوں پر خوامخواہ تعارض و تضاد کی کشید کرکے تشفی ہیں تاکہ بداعتمادی پیدا کی جا سکے۔
چنانچہ وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

مگر محترر کا رد محترر کو ملاحظہ ہو

تعارض ! محترر جناب مولوی صاحب نے تکمیل الصدور طبع اول ۸۱ھ میں خود تحریر فرمایا ہے
کہ زندوں سے مُردوں متوسل پر وہ زندہ ہیں جس میں روح و عمل ہو اور اس سے اختیاری طور پر
افعال صادر ہوں مگر ۹۲ھ میں اس کے خلاف لکھ دیا کہ فرشتوں کو جواب دینا ایک
اختیاری فعل ہے اور بدون روح کے اس کا تصور نہیں ہو سکتا۔ اب معلوم نہیں پہلی بات
صحیح ہے یا پچھلی بلفظہ الکتاب (المطر ص ۵۲)

الجواب جناب نیلوی صاحب کا یہ بیان بھی دیگر مضامین کی طرح خالص مخدوم

ہے اس لیے کہ ۔۔۔ کی پوری عبارت یہ ہے (پہلے علیہ حکم علی الجبان کا حوالہ ہے پھر لکھا ہے کہ) مولانا سیالکوٹی نے بھی کچھ ارشاد فرمایا جو دیگر علماء عقائد سے نکلیں گے کہ عذاب اور آرام کا تعلق تو بدن عنصری کے ساتھ ہے اور وہ بھی حیات کے بعد ۔۔۔ طور کہ وہ جماد کا جماد ہے اور اس لیے کہ حیات ہی نہ ہو تو یہ بات صحیح ہے کہ زندہ ہے اس مقام پر وہ زندہ نہیں جس میں سوفیصدی روح داخل ہو اور اس سے اختیاری طور پر افعال صادر ہوں کہ دوست لوگ بھی اس کا احساس کر سکیں صادر کرنے میں یا قیامت کو ہوگا لیکن زندہ ہے اس مقام پر زندہ مُردہ ہے جس میں ۔۔۔ کا رشتہ پیدا کر دیا جائے جس سے اس کو عذاب و آرام اور الم و لذت کا درک اور احساس ہو سکے۔

جب یہ کیفیت اس میں متحقق ہو جائے تو وہ زندہ کہلائے گا کہ جماد اسی مطلب قارئین کرام! اس عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائیں اور پھر [illegible] میں شرح فقہ اکبر[۲۱] کی عبارت کا ترجمہ اور اس کی تشریح بھی ملاحظہ فرمائیں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں تو ہمیں کہ اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبر میں میت کے ۔۔۔ ایک کو زندگی پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ تکلیف اور لذت محسوس کرتا ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا روح اس کی طرف لوٹائی جاتی ہے؟ ہم صاحب سے اس سلسلہ میں توقف عمل کیا گیا لیکن ان کا کلام اس جگہ عادۂ روح پر دلالت کرتا ہے کیونکہ فرشتوں کا جواب ایک اختیاری فعل ہے اور بدون روح کے اس کا تصور نہیں ہو سکتا اور شرح فقہ اکبر عادۂ روح کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ روح کا تعلق بعینہٖ جسم سے ہو جیسے کہ دنیا میں تھا یا آخرت میں ہوگا اس میں اختلاف ہے اگر حضرت ہم صاحب سے توقف کا قول کسی معتبر طریقہ سے ثابت ہے تو اس سے یہی ہے کہ میت مر جانے کے بعد پہلے ہی قوت

کے جواب سے عاجز ہو جاتا ہے کہ حق یہ ہے کہ قبر میں اعادۂ روح کی ضرورت نہیں ہوتی اور دوسری صورت یہ ہے کہ عادۂ روح سے کسی عضو متحقق مراد ہو جیسا کہ شیخ الاسلام بن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی سزا و جزا کے حوالے سے یہ بات نقل کی جا چکی ہے اور اعادۂ صحیح اور صریح عبارت سے ثابت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اضعف سے فرشتوں کے سوال کا جواب دینا ایک اختیاری فعل ہے اور اس کا تصور نہیں ہو سکتا اس میں اس اختیاری فعل کا ثبوت ہے جس کے ذریعہ صاحب فرشتوں کو جواب دے سکے ورنہ کی عبارت یہ ہے۔ اس صادر پر وہ زندہ [illegible] میں سوفیصدی روح داخل ہو اور اس سے اختیاری طور پر افعال صادر ہوں کہ دوست لوگ بھی اس کا احساس کر سکیں جیسا کہ دنیا میں تھا یا قیامت کو ہوگا لیکن زندہ ہے اس مقام پر زندہ مُردہ ہے جس میں سوفیصدی روح داخل ہو اور اس سے اختیاری طور پر افعال صادر ہوں کہ دوست لوگ بھی اس کا احساس کر سکیں جیسا کہ دنیا میں تھا یا قیامت کو ہوگا لیکن یہ مسلسل عبارت ہے جس سے افعال اختیاریہ کی نفی ہے جس میں لوگ دیکھ سکیں اور ان کا احساس کر سکیں صد افسوس ہے کہ ہمارے بعض مخالف صاحب کو محض تعارض و تضاد نظر آتا ہے مگر اس کی حقیقت اور معنی سے غافل ہے جائے حیرت و افسوس ہے کہ اس محقق اور غائر قرآن کو اردو عبارت سمجھنے کی فطانت اور سلیقہ بھی حاصل نہیں یکسی سے سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کا شوق ضرور ہے ؎

کسی کی بات میں تم کیڑے کیوں نکالتے ہو
ذرا اپنے گریبان میں بھی تو جھانکیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعد از سلام گزارش ہے کہ آپ کی علمی عدالت، فقہ کے علاوہ مختلف موضوعات پر تصنیفات سے مسلمہ ہے عوام اہلسنت علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والوں پر خصوصاً احسان عظیم ہے مگر بعض حضرات نے آپ کی تصنیفات میں تعارض و تضاد ثابت کیا ہے اس لیے آپ سے دست بستہ استدعا ہے کہ گزارش ہے کہ آپ کی مدح کی درخواست ہے اور اگر تضاد نہیں بلکہ محض تعصب کی بنا پر تضاد ثابت کیا گیا ہے تو علمی انداز میں اس کا جواب عنایت فرمائیں تاکہ فرقِ ضالہ کا سد باب ہو سکے تضادات و اعتراضات حسب ذیل ہیں

۱۔ احسن الکلام ص ۹۲ تا ۹۲ پر تفصیلاً لکھا ہے کہ مستور کی روایت حجت ہیں اور تسکین الصدور ص ۳۰ میں مستور کی روایت سے حجت پکڑی ہے۔

۲۔ احسن الکلام ص ۲۲ تا ۲۳ میں ہے کہ محمد بن اسحٰق کذاب و دجال ہے مگر تسکین الصدور ص ۳۲۹ میں مستدرک حاکم والی روایت سے حجت پکڑی ہے جس میں محمد بن اسحاق ہے۔

۳۔ تسکین الصدور میں ایک راوی کی ثقاہت نقل کر کے جرح والا کلمہ چھوڑ دیا ہے اور فتح باری سے اپنے مقصد کی عبارت نقل کر دی۔

۴۔ احسن الکلام میں ایک راوی کا نام عثمان بن عمر کے بجائے عمر بن عثمان بنا دیا ہے

۵۔ فتاوٰی کرسی نامہ میں اسے تابعین و علام الاسلام بتایا ہے، در سماع موتی ص ۲۱۳ میں مدلس ثابت کیا ہے۔

۶۔ رد شتم ص ۱۳ میں لکھا ہے کہ طبقہ ثالثہ کی روایت کو محدثین قبول نہیں کرتے اور تزویج صلی اللہ علیہ وسلم قبری طبقہ ثالثہ کی روایت سے استدلال کیا ہے

العارض

محمد عبد الستار مدرسہ اشرف المدارس شاہ پورہ گوجرانوالہ

۸ مارچ ۱۹۸۲ء / ۲۶ جمادی الاخری ۱۴۰۲ھ

باسمہ سبحانہ

من ابی الزاہر

الی حضرت مولانا الحاج الشیخ محمد سرفراز صاحب صفدر دامت برکاتہم

علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی؟

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، مزاج پرسی کرنے کے بعد عرض ہے کہ آپ کی علمی اور تحقیقی خدمات کا صحیح قدر شناس ہر شخص ہے اور میں تو ان خدمات کا بچپن سے معترف ہوں، محترم! آپ نے اپنے اور اپنے اکابر کے دفاع کے لیے جو کچھ کیا ہے اس کا صلہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہی دے گا، علماء کرام نے تو آپ کی خدمات کا برملا اعتراف کیا ہے، اور آپ کے مخلص قارئین کی بھی کمی نہیں ہے، محترم! لایعنی اعتراضات سے اسلام کا کوئی نقصان نہیں ہوا ہے، کیا دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا جو حوال

[illegible] قرن کریم پر اعتراضات کے لیے وقت آئیں ہے [illegible] کیا مسکریب حدیث
نے صحاح ستہ کی احادیث کہیں بھی چلائی اور کیا حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
مطاعن و مثالب کی مصنوعی مرتب نہیں کرتا کیا حضرت مرتضیٰ [illegible]
تیروں سے محفوظ ہے [illegible] محترم [illegible] اعتراضات سے بچنے [illegible]
کتب اور علوم [illegible] کو حاصل ہے [illegible] کیا حاصل ہوتا ہے؟ [illegible]
بے خطا فرمائی ہے کہ صحیح [illegible] کی کچھ ہوتے [illegible]
خالص معاملے سے تعلق ہے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اور پھر ہم نے ص۲۲۰ میں لکھا ہے کہ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ایک غیر مقلد مگر منصف مزاج عالم لکھتے ہیں ایک عالم عورت کے متعلق لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں اقبال تحریر ایک جماعت ہی علم حدیث کی برجہ تعظیم میں طبع ہوئی تھی جس میں عورت موصوف نے مدرک رکوع کے عقائد باطلہ کی تائید تک کا حکم صادر فرمایا تھا بحمد اس طرح نکالا تھا کہ مدرک رکوع سے فاتحہ معفو ہوتی ہے لہذا اس کی نماز نہیں جس کی نماز نہیں وہ بے نماز ہے ۔۔۔ نماز کا فرض ہے ورنہ محمدی ۔۔۔ رکوع کی الگ رکعت طبع کرو (معیار صحیح حدیث دہلی جس کا طبع سوم ۱۳۵۵ھ ۔۔۔ اصل عبارت کے حوالہ جات کے دعوی پر گیارہ کے جواب کے لیے ہر گھر میں سورہ فاتحہ پڑھنے اس کی نماز جس سے نماز نہیں ہوتی

(احسن الکلام ص۱۱۴ طبع سوم)

محترم ان عالموں کے پاس مقتدی کے لیے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے صریح ۔۔۔ صرف مقتدین صحابی کے لیے ۔۔۔ ان سے ۔۔۔ ان کی رسیل سے اور ان کے ۔۔۔ سے ۔۔۔ ۱۲ الرسال سے ۔۔۔ پر کوئی دلیل نہیں ۔۔۔ ۱۲ ۔۔۔ ۱۲ ۔۔۔ ۱۲

کی جرأت نہ ہوتی اب انشاء اللہ العزیز طبع جدید میں اس کی بھی اصلاح کردی جائے گی اور تیسرا مصنف ص ۲۴۵/۲۲ کے بجائے مسند احمد ص ۲۹۰/۲۲ غلط چھپ گیا ہے اور انشاء اللہ العزیز اس کی بھی اصلاح ہو جائے گی غرضیکہ معترض نے ان تمام حقائق سے آنکھیں بند کرکے ابن اسحاق کی روایت کے بارے اعتراض کیا ہے۔

(۳) جب جمہور محدثین کرامؒ اور ائمہ جرح و تعدیل کسی راوی کو ثقہ کہیں اور ان میں کوئی ایک دو کسی اس راوی پر جرح کا کلمہ بولیں تو اس سے وہ راوی مجروح نہیں ہو جاتا کیونکہ الحق مع الجمہور تو ایسے جرحی کلمہ کے چھوڑنے سے راوی پر یا اس کی روایت پر کیا زد پڑتی ہے! اگر فتح الباری سے اپنے مطلب کی عبارت نقل کی ہے تو کیا جرم کیا ہے تمام مصنفین دوسری کی کتابوں سے صرف اپنے مطلب کے حوالے ہی نقل کیا کرتے ہیں سب عبارتیں اور ساری کتابیں کون نقل کیا کرتا ہے! اور کس نے نقل کی ہیں؟ ان مصنف کی مراد کے خلاف عبارت اور حوالہ نقل کر دینا اور مغالطہ دینا اصول تصنیف کے خلاف ہے مگر اس کا واضح ثبوت درکار ہے کہ ایسا ہوا ہے محض کسی کی فہم حجت نہیں۔

(۴) ذہن میں نہیں آیا کہ احسن الکلام میں عثمان بن عمر راوی کا ذکر کہاں ہے؟ اگر وہ مقلوب ہو گیا ہے تو وہ راقم اثیم معصوم ہے اور نہ کاتب۔ غلطی ہوئی تو انشاء اللہ العزیز ضرور اصلاح کر لی جائے گی اور کتب حدیث کی اسانید میں مقلوب کی بکثرت مثالیں موجود ہیں والعصمة بید اللہ تعالیٰ۔

(۵) قتادہؒ کو احسن الکلام میں ثقہ اور امام علماء التابعین والائمۃ العالمین وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے بجا ہے کہ روایت میں ثقہ ہے اور سماع المروی ص ۲۱۲ میں لکھا ہے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ کبھی اپنا رد کی عقیدہ بیان کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ

کی تقدیر سے ہوتی ہے حتیٰ گناہ اس کی تقدیر سے نہیں ہوتے (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۶/۱۲۰)

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید ان کو چوٹی کا (بدعتی) قدری کہتے تھے (تہذیب التہذیب ص ۲۵۳/۱۰)

محترم! جس راوی کو امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان، علامہ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ رد سری عقیدہ والا اور چوٹی کا قدری (بدعتی) بتائیں تو ہم انہیں کیسے سنی سمجھ سکتے ہیں؟ فیصلہ آپ خود کریں البتہ معترض اصول حدیث کا ایک واضح ضابطہ نہیں سمجھے وہ یہ ہے کہ بدعت غیر مکفرہ کے مرتکب راوی اگر ثقہ ہوں تو ان کی روایت حجت ہے جب کہ وہ بدعت کا داعیہ نہ ہو اور وہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس بدعت کے عقیدہ کا اہل السنت میں سے کوئی قائل نہ ہو اور امام سیوطیؒ علم اصول حدیث کی کتاب تدریب الراوی ص ۲۱۹/۲۳۰ میں متعدد بدعتیوں کے نام ذکر کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ ھٰؤلاء المبتدعة ممن اخرج لهم الشيخان او احدهما۔ یہ وہ بدعتی راوی ہیں جن کی روایتیں بخاری اور مسلم دونوں یا ان میں سے ایک میں موجود ہیں۔

(۶) راہ سنت اور دیگر بعض کتابوں میں ہم نے طبقہ ثالثہ کی کتابوں کے بارے جو لکھا ہے افسوس ہے کہ معترض نے اس میں بھی قطع و برید کی ہے مثلاً ہم نے گلدستہ توحید ص ۱۵۶ میں لکھا ہے کہ امام بیہقیؒ کی کتابیں طبقہ ثالثہ میں ہیں (عجالہ ص ۷) اور اس طبقہ کا حکم یہ ہے اور۔ اکثر ان احادیث معمول بر نزد فقہاء نہ شدہ اند بلکہ اجماع بر خلاف آں منعقد گشتہ (عجالہ ص ۷) لہٰذا قرآن کریم کی سابقہ آیات اور عقیدہ میں اس کو پیش نہیں کیا جا سکتا اگرچہ یہ حدیث صحیح بھی ہو اور ظن غالب بھی یہی ہے کہ یہ سند اصح ہے مگر بحث باب عقائد کی ہے۔ بلفظہ محترم! غور فرمائیں کہ طبقہ ثالثہ کی روایات کے رد کے متعلق چار وجوہ یہاں بیان کی گئی ہیں ۱ قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ حجت نہیں ۲ باب عقیدہ میں خبر واحد صحیح معتبر نہیں ۳ حضرات فقہاء کرامؒ

کے ہاں اس طبقہ کی اکثر (نہ کہ کل) احادیث معمول بہا نہیں ہیں بلکہ ان کے خلاف اجماع منعقد ہے۔ اور ہم نے اس طبقہ کی جس روایت سے استدلال کیا ہے اس سے مذکورہ خرابیوں میں سے کوئی بھی لازم نہیں آتی اوّلاً تو اس لیے تمام حضرات فقہاء کرام عند القبر صلوٰۃ و اسلام کے قائل ہیں ان میں کوئی منکر نہیں و ثانیاً اس پر اجماع و اتفاق واقع ہے چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں، مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اھ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۱ طبع جید برقی پریس دہلی) اور حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص روضہ مبارک پر حضور درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بالاتفاق بلا واسطہ حضور پر پیش ہوتا ہے اور آپ اس کو سنتے اور جواب دیتے ہیں (امداد الفتاویٰ ص ۱۱۰) بلکہ اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع کا اقرار جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے بزرگوں کو بھی ہے چنانچہ ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء ص ۱۸ و ص ۱۹ میں ہے۔ باقی رہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ و سلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا۔ جیسا کہ آج سے تقریباً تین سال پہلے ماہنامہ تعلیم القرآن شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء اور پھر اس کے بعد شمارہ ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں دوسرے فریق (جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ) کے اس بارے مسلک کی صراحت موجود ہے البتہ اس فریق کے بعض حضرات جن میں سے حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں عند القبر سماع صلوٰۃ و سلام کے دوام اور ہمہ وقتی ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ الوخرق العادۃ الخ بلفظہٖ۔ محترم! پوری امت میں از شرق یا غرب از شمال تا جنوب پہلے شخص جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب ہیں جو عند القبر صلوٰۃ و سلام کے سماع کے منکر ہیں۔ غرضیکہ ہم نے طبقہ ثالثہ کی روایت جو حضرات

محدثین کرام کے نزدیک جید اور صحیح ہے۔ اس مسئلہ میں پیش کی ہے جس پر امت کا اجماع و اتفاق ہے اور ظاہر امر ہے کہ امت مرحومہ کا اتفاق و اجماع قرآن کریم اور صحیح حدیث کے خلاف کبھی نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور طبقہ ثالثہ کی روایت سے ہم نے استدلال کا وہاں انکار کیا ہے جہاں نصوص قرآنیہ اور عقائد سے تصادم ہو اور اجماع فقہاء اس کے خلاف ہو اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اگر کوئی جاہل یا متعصب اس واضح فرق کو نظر انداز کرتا ہے تو بتلائیے کہ ہمارے پاس اس کا کیا علاج ہے؟ ہم نے اختصاراً جوابات عرض کر دیئے ہیں وفیہا کفایۃ۔ حاضرین مجلس سے سلام مسنون ارشاد فرمائیں اور نیک دعاؤں میں نہ بھولیں بفضلہٖ تعالیٰ دعا جو بھی دعا گو ہے والسلام۔

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر
خطیب جامع مسجد گکھڑ و صدر مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم
گوجرانوالہ

۲۰ جمادی الاخری ۱۴۰۶ھ
۱۲ مارچ ۱۹۸۶ء

محقق دوراں، محدث زماں، سیف حنفیت حضرت علامہ محمد زاہد بن الحسن الکوثری المصری المتوفی سنہ ۱۳۷۱ھ کی مشہور کتاب تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفہ من الاکاذیب

کا اردو ترجمہ

سراج الامت، فقیہ الملت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا

عادلانہ دفاع

حضرت ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی شافعی المتوفی سنہ ۴۶۳ھ نے اپنی حدیثی اور تاریخی خدمات کے باوجود تعصب کے سیلابی ریلے میں بہہ کر تاریخ بغداد میں متروک اور ساقط الاعتبار راویوں کی روایات پر مدار رکھ کر جو من گھڑت افسانے امام اعظم اور ان کے اصحاب کے متعلق پیش کیے ہیں، اور بے جا قسم کے اعتراضات اور مطاعن ذکر کیے ہیں ان کا جواب علامہ کوثری نے اپنی کتاب تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفہ من الاکاذیب میں دیا ہے۔

علامہ کوثری کی اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ موجودہ دور کے مخالفین ابی حنیفہ اسی تاریخ بغداد سے اعتراضات لے کر جو فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کا سدباب علماء کرام طلباء عظام اور دیگر عوام الناس بہتر طریق کر سکیں۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

قیمت ۔۔۔ ۱۴۰/-

حافظ عبدالقدوس خان قارن

مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ کی مطبوعات

خزائن السنن
احسن الکلام
تسکین الصدور
الکلام المفید
ازالۃ الریب
راہ سنت
مقام ابی حنیفہ
اکمال فریق
طائفہ منصورہ
ارشاد الشیعہ
آنکھوں کی ٹھنڈک
مہارات اکابر
کلمہ توحید
دل کا سرور
درود شریف
احسان الباری
تبلیغ اسلام
مسئلہ قربانی
ہدایت کی روشنی
ہمارا مسلک
مسئلہ ختم نبوت
راہ ہدایت
آئینہ محمدی
تحقیق متین
توضیح المرام
تحفہ مسلمین
تحفہ اہل حدیث
الکلام المفید
الکلام الاوضح
الکلام الاوضح
تحفہ اہل حدیث
الکلام الاوضح
الکلام الاوضح
الکلام الاوضح